رِگ وید

ایک مطالعہ

مصنف: سوامی دیانند سرسوتی
ترجمہ: نہال سنگھ

نگارشات

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: رِگ وید (ایک مطالعہ)

مصنف: سوامی دیانند سرسوتی

ترجمہ: نہال سنگھ

ناشر: آصف جاوید

برائے: نگارشات پبلشرز، 24۔مزنگ روڈ، لاہور

Ph:0092-42-37322892 Fax:37354205

مطبع: حاجی حنیف پرنٹر، لاہور

کمپوزنگ: عبدالستار 0333-4900629

سال اشاعت: 2011ء

قیمت: -/350 روپے

فہرست

باب : 1	ایشور پرارتھنا (مناجات باری)	5
باب : 2	ویدوں کی پیدائش کا بیان	9
باب : 3	ویدوں کے غیر فانی ہونے پر بحث	19
باب : 4	مضامین وید پر بحث	29
باب : 5	اصطلاح وید پر بحث	55
باب : 6	برہم ودیا (علم الٰہی) کا بیان	62
باب : 7	ویدوں کے مطابق دھرم کا بیان	65
باب : 8	پیدائش عالم کا بیان	77
باب : 9	زمین وغیرہ کی گردش کا بیان	89
باب : 10	کشش مابین اجسام اور ایشور کی قوت جاذبہ کا بیان	91
باب : 11	روشن و غیر روشن کروں کا بیان	94
باب : 12	علم ریاضی کا بیان	96
باب : 13	ایشور کی ستتی، پرارتھنا، یاچنا، سمرپن اور اپاسنا ودیا کا بیان	98
باب : 14	مکتی (نجات) کا بیان	124
باب : 15	جہاز اور غبارہ وغیرہ کے علم کا بیان	131
باب : 16	علم تار برقی کے اصول کا بیان	137
باب : 17	علم طب کے اصول کا مختصر بیان	138
باب : 18	پنر جنم یعنی تناسخ کا بیان	139
باب : 19	بیاہ کا بیان	143
باب : 20	نیوگ کا بیان	145

باب: 21	راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان	149
باب: 22	ورن اور آشرم کا بیان	160
باب: 23	پنچ مہا یگیہ یعنی پانچ روزانہ فرائض کا بیان	169
باب: 24	مستند و غیر مستند کتابوں کا بیان	187
باب: 25	تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق پر بحث	212
باب: 26	پڑھنے اور پڑھانے کا بیان	214
باب: 27	تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث	219
باب: 28	اصول تفسیر ہذا کا بیان	232
باب: 29	ویدوں کے متعلق چند سوالوں کے جواب	235
باب: 30	وید کے سوروں پر بحث	242
حوالہ جات		245

باب: 1

ایشور پرارتھنا (مناجات باری)

"اے قادر مطلق (1) پرمیشور آپ کے ظل حمایت میں ہم آپ کی مدد و عنایت سے باہم ایک دوسرے کی حفاظت کریں۔ اور ہم سب بڑی محبت سے مل کر اعلیٰ درجہ کی حشمت و اقبال یعنی تسخیر عالم وغیرہ کا سامان (راحت) حاصل کر کے ہمیشہ آپ کے فضل و کرم سے آنند بھوگیں۔ اے مخزن رحمت! آپ کی مدد سے ہم کوشش اور محنت کے ساتھ ایک دوسرے کی قوت (حوصلہ) کو بڑھاتے رہیں۔ اے نور مطلق تمام علوم کے عطا کرنے والے پرمیشور! آپ کی (عطا کی ہوئی) طاقت سے ہمارا پڑھا اور پڑھایا ہوا (علم) چاروانگ عالم میں شہرت پاوے اور ہمارا علم ہمیشہ بڑھتا رہے۔ اے محبت کے پیدا کرنے والے! ایسی عنایت کیجئے کہ ہم کبھی باہم مخالفت نہ کریں بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ برتاؤ رکھیں۔ اے بھگون! (2) اپنی نظر رحمت سے ہمارے تینوں قسم کے دکھ یعنی ایک ادھیا تمک۔ جو بخار وغیرہ بیماریوں سے تکلیف پہنچتی ہے ادھی بھوتک' جو دوسرے جانداروں سے تکلیف پہنچتی ہے اور تیسرے ادھی دیوک' جودل اور اس کے خلل' ناپاکی اور بیقراری سے تکلیف ہوتی ہے' ان سب کو شانت یعنی دور کر دیجئے۔

(تیتریہ آرنیک۔ پرپاٹھک 9۔ انوواک) (3) تاکہ ہم اس وید بھاشیہ (تفسیر وید) کو سکھ کے ساتھ ٹھیک بنا کر عوام الناس کو فیض پہنچاویں۔ یہی آپ سے چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ ہماری ہمیشہ مدد کیجئے۔

نمسکار (4) میرا ہے اس برہم (5) کو — انت (6) اور انادی (7) و خالق ہے جو
وہ ہے ہست مطلق رحیم و کریم — مقدس ہیں وید اس کا علم قدیم
گناہ و جہالت کریں دور وید — جگ کی بھلائی (8) سے بھرپور وید
خلایق میں ہوتا کہ ان کا شیوع (9) — میں تفسیر کرتا ہوں ان کی شروع
یہ انیس سو تینتیس ہے سن بکرمی — ردی (10) واروں پڑوا بھاووں سدی
ہیں نام مفسر سے آگہ سبھی — سوامی دیانند جی سرسوتی
یہ سچی صحیح اور پر از بہی — عنایت سے ایشور کے تفسیر کی
یہ بھاشا و سنسکرت میں ہے تمام — اٹھاویں سبھی اس سے تافیض تام
قدیمی روش پر رشی منیوں کی — یہ تفسیر ویدوں کی ہے میں نے کی
نئے بھاشیہ (11) ٹیکے بنے جس قدر — وہ ٹیکا سیاہی کا ہیں وید پر
سراپا غلط ہیں وہ گمرہ کریں — وہ ناحق خطا وید کے سر دھریں
کریں ایسی کرپا (12) خدائے کریم — کھلیں وید کے سب مطالب قدیم
تفاسیر باطل کا منہ کالا ہو — صحیح بھاشیہ کا بول پھر بالا ہو
دعا ہے یہی ذات باری سے اب — کہ محنت ٹھکانے لگی میری سب

"اے ہستی مطلق- عین علم و راحت! اے رحیم کامل و علیم کل! اے علم اور معرفت کے عطا کرنے والے! اے دیو یعنی سورج وغیرہ کو پرنور اور تمام کائنات اور علوم کا ظہور کرنے والے! اے تمام راحتوں کے بخشنے والے! اے تمام دنیا کے پیدا کرنے والے! ہمارے تمام دکھوں اور عیبوں کو دور کیجئے اور ہمیں سچی بہبودی (کلیان) یعنی سب دکھوں سے آزادی اور سچے علوم کے حصول سے دنیوی سکھ اور موکش (نجات) کا آنند اپنی عنایت و عاطفت سے عطا کیجئے۔" (یجروید ادھیائے 3- منتر 3)

اس تفسیر کے بنانے میں جو خلل واقع ہوں- ان کو آپ پہلے ہی سے دور کر دیجئے۔ اے پربرہم (پرمیشور) آپ جسم کی تندرستی' عقل کی صحت' ہر قسم کی امداد اور قابلیت سے سچے علم کی روشنی وغیرہ جو بہتری (کلیان) کی باتیں ہیں- وہ سب اپنی نظر عنایت سے ہم کو عطا کیجئے- تاکہ آپ کی نظر رحمت سے حوصلہ پا کر ہم آپ کے بنائے ہوئے سچے علوم سے منور اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے مدلل ویدوں کی صحیح صحیح تفسیر کر

سکیں۔ آپ کے لطف و کرم سے عوام الناس اس تفسیر سے فیض پاویں۔ آپ ایسی عنایت کیجئے کہ لوگوں کو اس تفسیر وید میں شردھا (عقیدت) اور نہایت شوق و رغبت پیدا ہو۔

"ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانے اور تمام کائنات جس کے قبضہ قدرت میں ہے اور جو سب کا حاکم اور کال (وقت یا موت) کی گرفت سے باہر موجود منور، غیر متغیر اور محض راحت مطلق ہے۔ جس کی ذات میں دکھ کا نام و نشان نہیں۔ جو عین راحت برھم ہے۔ اس بزرگ و جلیل برھم کو ہمارا نمسکار ہو۔" (اتھرو وید۔ کانڈ 10- پرپاٹھک 23- انوواک 4- منتر 1-)

"زمین (13) جس کی پرما یعنی معرفت حقیقی کا ذریعہ اور بمنزلہ پاؤں ہے۔ انترکش (خلا بالائے زمین) بمنزلہ معدہ یا شکم ہے اور جس نے سب سے اوپر سورج کی کرنوں سے روشن آکاش (وو) کو دماغ یا سر کی جگہ قائم کیا ہے اس بزرگ و جلیل برھم کو ہمارا نمسکار ہو۔" (ایضاً" منتر 32)

"جو پیدائش عالم کے شروع میں بار بار سورج اور چاند کو بمنزلہ دو آنکھ کے بناتا ہے۔ اور جس نے آگ کو بجائے منہ کے بنایا ہے۔ اس بزرگ و جلیل برھم کو ہمارا نمسکار ہو۔" (ایضاً" منتر 33)

"جس پرمیشور نے اس عالم محسوس کی ہوا کو پران (14) اور اپان کی جگہ قائم کیا ہے۔ اور روشن کرنوں (15) کو آنکھوں کی مثال اور سمات (16) کو باہم خیالات کا تبادلہ اور کاروبار کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس بے انتہا علم والے بزرگ و جلیل برھم کو ہمارا بار بار نمسکار ہو۔" (ایضاً" منتر 34)

"جو پرمیشور علم اور وگیان (عرفان) عطا کرنے والا اور جسم، حواس، پران (انفاس) اور من (دل) کو توانائی، حوصلہ، ہمت، قوت و استقلال بخشنے والا ہے۔ جس کو تمام عالم پوجتے ہیں اور جس کا حکم سب بجا لاتے ہیں۔ جس کی پناہ لینا ہی موکش (نجات) اور جس کے ظل حمایت و پناہ و عنایت سے محروم ہونا ہی موت یعنی متواتر پیدا ہونے اور مرنے کے چکر میں پڑنا ہے۔ اس تمام مخلوقات (17) کے مالک اور عین راحت برہم دیو کے لئے ہمیشہ پریم بھگتی (محبت بھری عبودیت یا عجز و نیاز) کو نذر کریں۔ یعنی ہمیشہ اس کی عباوت کریں۔" (یجر وید- ادھیائے 25- منتر 13)

"اے قادر مطلق پرمیشور! آپ کی بھگتی (عبودیت یا اطاعت) اور آپ کے فضل و

کرم کے طفیل سے آکاش (عنصر اول جس کو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں) انترکش (خلا بالائے زمین) زمین، پانی، پودے، درخت، تمام عالم اور برھم یعنی وید اور تمام دنیا ہمارے لئے سکھ دینے والی اور بے ایذا ہووے۔ یعنی سب چیزیں ہمارے موافق رہیں۔" (یجر وید ادھیائے 36۔ منتر 17)

تاکہ ہم اس تفسیر وید کو سکھ سے بنا سکیں۔ اے بھگون! (پرمیشور) آپ کی مدد کامل سے ان سب کے شانت (سکھ دینے والا) اور ایذا ہونے پر ہمارے اور نیز دنیا میں سب کے علم و عقل، عرفان اور صحت جسمانی کی ہمیشہ ترقی ہو۔

اے پرمیشور! جس جس مقام (18) سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں۔ اس اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تاکہ ہم آپ کی نظر عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں۔ نیز ان مقاموں میں رہنے والی مخلوقات اور حیوانات سے ہمیں کچھ خوف نہ ہو تاکہ ہم سب مقاموں اور ان میں رہنے والی مخلوقات سے ہر قسم کے خوف و ایذا سے محفوظ ہو کر دھرم، ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) وغیرہ جیسے سکھ ہمیشہ حاصل کریں۔ (یجر وید۔ ادھیائے 36۔ منتر 22)

"اے مخزن رحمت بھگون! جس من (دل) کے اندر رگوید۔ سام وید اور یجر وید قائم ہیں۔ جس میں موکش کا علم حقیقی موجود ہے۔ جس میں مخلوقات کے چت یعنی قواء حافظہ موتیوں کی طرح لڑی میں پروئے ہوئے یا رتھ کے پہیے کے نابھ میں آروں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ وہ میرا من آپ کی عنایت سے نیک ارادے رکھنے والا یعنی راستی پسند اور علم حقیقت سے منور ہو (تاکہ ویدوں کے صحیح مطالب ہم پر روشن ہو جاویں)" (یجر وید۔ ادھیائے 34۔ منتر 5)

اے علیم کل تمام حقیقت کے جاننے والے! ایسی عنایت کیجئے کہ ہم اس صحیح و راست معنی سے مکمل تفسیر وید کو بے خلل بنا سکیں اور آپ کے نام اور ویدوں کے سچے الہام کو شہرت دیں۔ تاکہ اسے دیکھ بھال کر ہم لوگوں میں نہایت عمدہ و اعلیٰ اوصاف پیدا ہوں۔ آپ ہمارے اوپر نظر رحمت کیجئے۔ اور ہماری التجا کو سن کر جلد التفات کیجئے تاکہ یہ فیض عام کا کام کامیابی کے ساتھ پورا ہو۔

باب: 2

ویدوں کی پیدائش کا بیان

(چاروں ویدوں کا ظہور پرمیشور سے ہوا ہے) "اس یگیہ یعنی ہست مطلق۔ عین علم اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف محیط کل پرمیشور سے جو سروہت (سب کا پوج یا معبود) اور قادر مطلق پربرھم ہے' رگ وید' یجر وید' سام وید اور چھند یعنی اتھر وید۔ چاروں ظاہر ہوئے۔" (یجر وید۔ ادھیائے 31- منتر 7)

(اس منتر (1) میں) لفظ "سروہت" ویدوں کی صفت بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ (اس یگیہ یعنی پرمیشور سے) سبھوں کے قبول کرنے یا ماننے کے لائق وید (ظاہر ہوئے) ویدوں میں علوم کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے (اس منتر میں) "ظاہر ہوئے" اور "پیدا ہوئے" دو فعل آتے ہیں اور ضمیر "اس سے" بھی اس امر کی تاکید کے لئے مکرر آئی ہے کہ وید ایشور ہی سے ظاہر یا پیدا ہوئے ہیں۔ پھر ویدوں میں گایتری وغیرہ چھند (بحر) موجود ہونے پر لفظ "چھند" کہنے سے یہی پایا جاتا ہے کہ چوتھے اتھر وید کا ظہور بھی اسی پرمیشور سے ہوا۔

(یگیہ وشنو کا نام ہے۔) (شتپتھ برہمن کانڈ 1- ادھیائے 1- براہمن 1- کنڈکا 13)

"اس وشنو (پرماتما) نے اس تین قسم کی (کثیف لطیف اور روشن) کائنات کو بنایا ہے۔" (یجر وید۔ ادھیائے 5- منتر 15)

ان حوالوں سے لفظ "وشنو" دنیا کے بنانے والے پرمیشور ہی پر صادق آتا ہے نہ کہ اور کسی پر یعنی جو متحرک و ساکن تمام کائنات میں سمایا ہوا ہے یا اس پر محیط ہے اس کو "وشنو" کہتے ہیں۔ اس لئے وہ پرمیشور ہی ہوا۔

"جس قادر مطلق پرمیشور سے رگوید پیدا ہوا اور جس پر برہم سے یجر وید ظاہر ہوا جس نے سام وید اور انگرس یعنی اتھرو وید کو پیدا کیا اور اتھر وید جس کے منہ کی بجائے یعنی

سب سے مقدم اور سام بمنزلہ پاؤں کے ہے۔ یجروید جس کے ہردے (قلب) کی جگہ اور رگوید پران کی مانند ہے (یہ روپک النکار یعنی مرقع ہے) یعنی جس ایشور سے چاروں وید پیدا ہوئے' وہ کونسا دیو ہے۔ اس کو بتایئے؟ (یہ سوال ہے اور اس کا جواب اس منتر کے اگلے ٹکڑے میں اس طرح دیا ہے) جان کہ وہ **مستظہر** کل (سکنبھ) سب دنیا کا قائم رکھنے والا پرمیشور ہے۔ یعنی سب کی پشت و پناہ اور سب کے قائم رکھنے والے پرمیشور کے سوائے کوئی دوسرا دیو (عالم) وید کا بنانے والا نہیں ہے۔" (اتھرو وید۔ کانڈ 10- پرپاٹھک 23- انوواک 4- منتر 20)

یاگیہ ولکیہ جی اپنی اہلیہ سے کہتے ہیں کہ :-

"اے میتریئی! (2) آکاش سے بھی بڑے پرمیشور سے رگ وغیرہ چاروں وید سانس کی طرح بکمال آسانی ظاہر ہوئے یعنی جس طرح سانس جسم سے نکل کر پھر اسی میں سما جاتا ہے اسی طرح وید بھی پرمیشور سے ظاہر ہو کر پھر اسی میں سما جاتے ہیں۔" (شتپتھ براہمن کانڈ 14- ادھیائے 5- براہمن 4- کنڈکا 10)

سوال۔ ہاتھ' پاؤں وغیرہ اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور سے وید بصورت آواز یا لفظ (شبد مئے) کس طرح پیدا ہوئے؟

جواب۔ قادر مطلق پرمیشور کی نسبت یہ شک پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منہ یا سانس وغیرہ کے بغیر بھی اس میں کام کرنے کی طاقت ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح سوچنے کے وقت دل ہی دل میں سوال و جواب کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایشور کی نسبت بھی سمجھنا چاہئے۔ پرمیشور جو قادر مطلق ہے۔ کام کرنے میں کسی کی مدد نہیں لیتا۔ جس طرح ہم لوگوں میں امداد کے بغیر کام کرنے کی طاقت نہیں ہے ایشور میں یہ بات نہیں۔ جس صورت میں ہاتھ پاؤں اعضاء نہ رکھنے والے نے تمام کائنات کو بنا لیا۔ تو پھر وید کے بنانے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ کیونکہ جس طرح اس نے ویدوں کو نہایت لطافت کے ساتھ رچا ہے۔ اسی طرح کائنات کو بھی نہایت عجیب و غریب صنعت سے بنایا ہے۔

سوال۔ مانا کہ ایشور (3) کے سوائے اور کسی کی مجال نہیں کہ کائنات بنا سکے۔ لیکن ویدوں کا بنا لینا مثل دیگر کتابوں کے انسان سے ممکن ہے۔

جواب۔ ایشور کے بنائے ہوئے ویدوں کو پڑھنے کے بعد کسی شخص کو کتاب بنانے کی طاقت ہو سکتی [illegible] علم۔ پڑھنے اور سننے کے بغیر کوئی انسان بھی عالم نہیں

بن سکتا۔ مثلاً دیکھا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ شاستر (علمی کتب) پڑھ کر اپدیش (تقریر) سن کر اور کاروبار عالم کا مشاہدہ کر کے انسان کو علم اور گیان (عرفان) حاصل ہوتا ہے۔ فرض کرو (4) کسی کے بچے کو علیحدہ کسی جگہ بند رکھیں اور اس کو ایک قاعدے سے روئی پانی دیتے رہیں۔ اور اس کے ساتھ بول چال وغیرہ کسی قسم کا ذرا بھی برتاؤ نہ کریں۔ تو اسے مطلق بھی اصلی علم نہ ہو گا۔ اسی طرح جنگلی (یا وحشی) آدمیوں کی حالت بھی تاوقتیکہ انہیں تعلیم نہ دی جائے حیوان کی مانند ہوتی ہے پس ابتدائے آفرینش سے آج تک اگر ویدوں کی تعلیم نہ ہوتی۔ تو کل انسانوں کی یہی حالت ہوتی۔ پھر کتاب بنانے کا تو ذکر ہی کیا ہے؟

سوال۔ یہ بات نہیں ہے۔ ایشور نے انسانوں کو "سوبھاوک گیان" یعنی عقل حیوانی دی ہے۔ جو سب کتابوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کے بغیر ویدوں کے الفاظ، معنی اور ربط باہمی کا علم بھی نہیں ہو سکتا۔ عقل حیوانی کو ترقی دے کر بھی آپ یہ کیوں مانتے ہیں کہ ویدوں کو ایشور نے پیدا کیا؟

جواب۔ کیا مذکورہ بالا علیحدہ بند کئے ہوئے اور تعلیم سے محروم رکھے ہوئے بچے کو اور جنگلی وحشیوں کو ایشور نے عقل حیوانی نہیں دی؟ ہم دوسروں سے تعلیم حاصل کرنے اور ویدوں کو پڑھنے کے بغیر کیوں پنڈت (عالم) نہیں بن جاتے؟ اس سے کیا ثابت ہوا؟ یہ کہ تعلیم پانے اور پڑھنے کے بغیر محض عقل حیوانی سے کچھ بھی کام نہیں چل سکتا۔ جس طرح ہم دوسرے عالموں سے یا عالموں کی بنائی ہوئی کتابوں کے پڑھنے سے قسم قسم کے علم کو حاصل کر کے نئی نئی کتابیں بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح کل انسانوں کو ایشور کے عطا کئے ہوئے گیان (الہام) کی ضرور احتیاج ہوتی ہے۔ دنیا کے شروع میں پڑھنے یا پڑھانے کا کچھ بھی انتظام نہ تھا اور نہ کوئی کتاب تھی۔ اس وقت اگر ایشور اپدیش (الہام) نہ کرتا تو کسی کو بھی علم ہونا ممکن نہ تھا۔ پھر کتاب تو کوئی کیا بنا سکتا تھا "نمتک گیان" یا وہ علم جو دوسروں سے حاصل ہوتا ہے، انسان کے اختیار میں نہیں ہے وہ خود بخود حاصل نہیں ہو سکتا۔ محض عقل حیوانی سے علم حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا بھی بے معنی ہے کہ انسان کا ذاتی علم سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ وہ آنکھ کی طرح صرف ایک ذریعہ یا آلہ ہے۔ جس طرح آنکھ، من (دل) کی ہمراہی یا توجہ کے بغیر بیکار ہے۔ اسی طرح دوسرے عالموں یا ایشور سے علم حاصل کرنے کے بغیر عقل حیوانی بالکل فضول و بیکار ہے۔

سوال۔ ویدوں کے پیدا کرنے سے ایشور کی کیا غرض ہے؟

جواب۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایشور ویدوں کو نہ بناتا تو کیا غرض ہوتی؟ اس کا جواب تم یہی دو گے کہ ہم نہیں جانتے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب ویدوں کے پیدا کرنے کی جو غرض ہے اس کو سنو۔ ایشور کا علم غیر متناہی ہے یا نہیں ہے؟ تو پھر وہ کس کام کے لئے ہے؟ (اگر کہو کہ) اپنے ہی لئے ہے۔ تو کیا ایشور اپکار (دوسروں کی بھلائی) نہیں کرتا (تم یہ کہو گے کہ) کرتا ہے۔ پھر اس سے کیا؟ اس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ اس کے یہی دو مقصد ہیں۔ اگر ایشور اپدیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اس لئے ایشور نے اپنے علم یعنی وید کے اپدیش (الہام) سے اس دوسرے مقصد کو پورا کیا ہے۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے۔ جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ نظر عنایت رکھتا ہے اسی طرح ایشور نے بھی اپنی عنایت بیغایت سے کل انسانوں کے لئے ویدوں کا الہام دیا ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا۔ اور انسان دھرم' ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کے حصول سے محروم رہ کر پرم آنند (راحت اعلیٰ) نہ پا سکتا۔ جب ایشور نے اپنی رحمت سے مخلوقات کے سکھ کے لئے کندمول (پھل اور گھاس) وغیرہ پیدا کئے ہیں تو پھر وہ تمام سکھوں کے مخزن اور کل علوم کے چشمے یعنی وید کا کس طرح الہام نہ کرتا۔ تمام دنیا کی اچھی سے اچھی نعمتوں کے ملنے سے جو سکھ ہوتا ہے وہ حصول علم کے سکھ کے ہزارویں حصہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ یقین جاننا چاہئے کہ ویدوں کا الہام ایشور نے کیا ہے۔

سوال۔ ویدوں کی کتاب لکھنے کے لئے ایشور نے قلم سیاہی اور کاغذ وغیرہ سامان کہاں سے لیا؟

جواب۔ اہو' ہوہو! آپ تو بڑا بھاری اعتراض کیا؟ ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء اور لکڑی' لوہا وغیرہ سامان اور اوزاروں کے بغیر جس طرح ایشور نے دنیا کو بنا لیا۔ اسی طرح ویدوں کو بھی بنایا۔ (5) قادر مطلق پرمیشور پر وید بنانے کے بارہ میں ایسے شکوک مت کیجئے۔ کیونکہ اس نے ابتدائے آفرینش میں ویدوں کو کتاب کی شکل میں پیدا نہیں کیا۔

سوال۔ تو پھر کس طرح پیدا کیا؟

جواب۔ گیان (علم یا باطن) میں پریرنا (الہام یا تحریک) ہوئی۔

سوال۔ کن کے؟

جواب۔ اگنی' وایو' آدتیہ اور انگرس کے۔

سوال۔ یہ تو غیر ذی شعور مادی اشیاء ہیں۔ (6)

جواب۔ یہ کہنا درست نہیں۔ یہ (اگنی وغیرہ) دنیا کے شروع میں جسم (7) والے انسان ہوئے ہیں۔ کیونکہ بے جان شئے میں گیان (علم) کا ہونا ناممکن ہے۔ جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے وہاں لکشنا (استعارہ) ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی راستگو عالم کسی سے یہ کہے کہ مچان بولتے ہیں۔ یہاں یہ مراد سمجھی جائے گی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہئے۔ یعنی انسان ہی میں علم کا موجود ہونا یا ظاہر ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس بات کی بابت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

ان سے جبکہ ان پر الہام یا انکشاف ہوا سہ گانہ (8) وید ظاہر ہوئے۔ اگنی سے رگ وید' وایو سے یجر وید اور سوریہ (روی یا آدیتہ) سے سام وید ظاہر ہوا۔ (9) (شتپتھ براہمن۔ کانڈ 11۔ ادھیائے 5)

یعنی ان رشیوں کے گیان میں الہام ہو کر اس کے ذریعہ سے وید ظاہر ہوئے۔

سوال۔ ٹھیک ہے معلوم ہوا کہ پرمیشور نے ان کو گیان دیا اور انہوں نے اس گیان سے ویدوں کو تصنیف کر لیا۔

جواب۔ ایسا مت خیال کرو۔ کیونکہ گیان کس قسم کا یا چیز کا دیا؟ (تم کہو گے) وید کا (یا وید کی شکل میں) (تو اب سوال یہ ہے کہ) وہ (گیان) ایشور کا تھا یا ان کا؟

جواب۔ ایشور ہی کا تھا۔

سوال۔ تو پھر اس (ایشور) نے ویدوں کو بنایا کہ ان رشیوں نے؟

جواب۔ جس کا گیان اسی نے بنایا۔

سوال۔ (مصنف) پھر یہ اعتراض کیوں کیا تھا کہ ان رشیوں ہی نے وید بنائے؟

جواب۔ (سائل) اطمینان کرنے کے لئے۔

سوال۔ ایشور منصف ہے یا طرفدار متعصب؟

جواب۔ منصف ہے۔

سوال۔ تو پھر کیا وجہ کہ چار ہی (رشیوں) کے دلوں میں ویدوں کو ظاہر کیا۔ سب کے دلوں میں نہ کیا؟

جواب۔ اس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا بھی نہیں آتا۔ بلکہ اس سے عادل و منصف پرمیشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے

کہ جو جیسا عمل کرے اس کو ویسا ہی پھل دیا جاوے۔ اس لئے یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کے پہلے پنوں کی وجہ سے ان کے دل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا۔

سوال۔ وہ تو دنیا کے شروع میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ان کے پہلے پن (نیک اعمال) کہاں سے آ گئے؟

جواب۔ تمام جیو اپنی ذات سے انادی (ازلی) ہیں اور ان کے اعمال (10) اور یہ تمام ذروں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پرواہ (دور مسلسل) سے انادی (ازلی) ہے۔ ان کے انادی ہونے کی نسبت دلائل کے ساتھ آگے بحث کی جائے گی۔

سوال۔ کیا گایتری وغیرہ چھندوں (بحروں) کو بھی ایشور ہی نے بنایا ہے؟

جواب۔ یہ وہم کہاں سے پیدا ہوا؟ کیا ایشور کو گایتری وغیرہ چھند (بحر) بنانے کا علم نہیں ہے؟ بیشک ہے۔ کیونکہ وہ علیم کل ہے۔ اس لئے تمہارا یہ اعتراض بے بنیاد ہے۔

سوال۔ **اتیہیہ** (تاریخی بیان) ہے کہ چار منہ والے برھمانے ویدوں کو بنایا۔

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ **اتیہیہ** یعنی تاریخی حوالہ یا روایت شبد پرمان (قول معتبر) کے اندر شامل ہے اور نیائے شاستر ادھیائے سوتر 7 میں گوتم آچاریہ نے کہا ہے کہ "آپت (راستی شعار عالم) کا قول شبد ہے۔" اور ایسا معتبر قول ہی **اتیہیہ** ہوتا ہے۔ اس سوتر پرواتساین منی نے اپنے نیائے بھاشیہ (شرح نیائے شاستر) میں لکھا ہے کہ "آپت وہ ہے۔ جس نے تمام علوم کو ساکشات یعنی بخوبی عبور کر لیا ہو جو بے ریا' نیک اور سب باتوں کو ذاتی تجربہ سے معلوم کئے ہوئے ہو اور جو کامل علم سے اپنی آتما میں جس طرح جس بات کو صحیح صحیح جانتا ہو اس کو دنیا کی بھلائی کے لئے اوروں پر ظاہر کرنے کی خواہش سے سچی نصیحت یا ہدایت کرے (مٹی سے لے کر پرمیشور تک) سب چیزوں کو قرار واقعی جاننا (ساکشات کرنا) اور اس کے مطابق عمل کرنا آپتی کہلاتا ہے۔ اور جس میں یہ آپتی پائی جائے اسے آپت کہتے ہیں۔" اس لئے تاریخی حوالے کو تب ہی مان سکتے ہیں۔ جبکہ وہ سچا اور معتبر ہو۔ جھوٹی بات کو نہیں مان سکتے۔ جو آپت (راستی شعار عالم) کا تواریخی سچا قول ہو وہی تسلیم کرنا چاہئے نہ کہ اس کے خلاف جھوٹی پاگلوں کی بڑ کو۔ اسی طرح یہ بات بھی غلط سمجھنی چاہئے کہ ویاس وغیرہ رشیوں نے ویدوں کو بنایا۔ کیونکہ (برہم دیورت وغیرہ) پران اور (برہم یامل وغیرہ) تنتر کی کتابوں میں فضول بے معنی اور بے ٹھکانہ باتیں لکھی (11) ہیں (اور انہیں کتابوں میں برہما ویاس وغیرہ کو ویدوں کا مصنف بتایا گیا ہے)

سوال۔ جو منتر اور سوکتوں کے رشی لکھے ہیں۔ انہوں ہی نے اس اس (منتر اور سوکت) کو بنایا۔ ایسا کیوں نہ مانا جائے؟

جواب۔ یہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ برہما وغیرہ نے بھی ویدوں کو پڑھا اور سنا ہے۔ چنانچہ شوتیا شونیر اپنشد وغیرہ میں ایسے حوالے ملتے ہیں کہ "جس نے برہما کو پیدا کیا اور جس نے دنیا کے شروع میں برہما کو (اگنی وغیرہ کے رشیوں کے ذریعہ سے) ویدوں کی تعلیم دی۔" (شوتیا شوتر اپنشد۔ ادھیائے 6- منتر 18)

علاوہ ازیں جب وہ رشی (جن کے نام منتروں اور سوکتوں کے ساتھ لکھے جاتے ہیں) پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اس وقت بھی برہما وغیرہ کے پاس وید موجود تھے اس میں منو جی کی شہادت بھی موجود ہے کہ "اگنی' وایو' روی' (آدیتہ) اور انگرس سے برہما نے ویدوں کو پڑھا۔"

(دیکھو منوسمرتی۔ ادھیائے 1- شلوک 23 و ادھیائے 2- شلوک 151) پھر ویاس وغیرہ دوسرے رشیوں کا تو ذکر ہی کیا (12) ہے۔

سوال۔ رگ وغیرہ **سنتھائوں** کے وید اور شرتی یہ دو نام کیوں ہیں؟

جواب۔ معنی کے لحاظ سے (سنسکرت کے) مصدر "ود" بمعنی جاننا یا "ود" بمعنی "ہونا" یا "ودلر" بمعنی "حاصل کرنا یا ہونا" یا "وہ" بمعنی "بچارنا و غور کرنا" سے کرن (آلہ) اور ادھکرن کارک (13) (ظرف) میں علامت "گھیں" ایزاد کر کے لفظ "وید" "کتن" ---- ایزاد کر کے لفظ "شرت" بنتا ہے اس لئے جن کے ذریعہ سے "گیان" ہوتا ہے یا جن میں (صحیح علم) "موجود" ہے جن کے ذریعہ عالم "ہوتے" ہیں یا جن سے (گیان یا سکھ) "حاصل کرتے" ہیں یا "حاصل ہوتا ہے" جن میں یا جن کے ذریعہ سے تمام سچے علوم کو "سوچتے" یا "بچارتے" ہیں اسے وید کہتے ہیں۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک جس کے ذریعہ سے برہما وغیرہ رشی یا عالم تمام سچے علوم کو "سنتے" (یا سینہ بسینہ پڑھتے) چلے آئے اس کو شرتی کہتے ہیں۔ شرتی نام ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ کسی انسان نے کبھی کسی جسم والے شخص کو وید تصنیف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ ان کا ظہور ہاتھ پاؤں (وغیرہ) اعضاء نہ رکھنے والے ایشور سے ہوا ہے۔ اگنی' وایو' آدیتہ اور انگرس کو ایشور نے وید ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا۔ کیونکہ ان کے گیان (علم) سے وید پیدا نہیں (14) ہوئے۔ ویدوں میں جو الفاظ اور معنی اور ان کا باہمی ربط ہے وہ خاص پرمیشور ہی

نے ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ایشور تمام علوم سے باہر ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ پرمیشور نے اگنی، وایو، روی، (آدیتہ) اور انگرس نام والے اہل جسم جیوں یعنی انسانوں کے ذریعہ سے وید یا شرتی کو ظاہر کیا۔

سوال۔ ویدوں کے ظہور کو کتنے سال گذرے ہیں۔

جواب۔ ایک ارب، چھیانوے کروڑ، آٹھ لاکھ، باون ہزار، نو سو، چھہتر برس گذر گئے ہیں اور اب (15) یہ 1960852977 واں برس گذر رہا ہے اور اتنے ہی سال اس موجودہ کلپ کی دنیا کو ہوئے ہیں۔

سوال۔ یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اتنے ہی برس گذرے ہیں؟

جواب۔ اس موجودہ دنیا کی پیدائش سے اب یہ ساتواں منونتر گذر رہا ہے اور اس سے پہلے چھ منونتر گذر چکے ہیں۔ سات منونتروں کے نام یہ ہیں سوایمبھو۔ سوارو چش۔ آؤتمی۔ تامس۔ ریوت۔ چاکشش۔ دیوسوت۔ اور ساوون (16) وغیرہ۔ سات آئندہ آنے والے منونتروں کو ملا کر کل چودہ منونتر (17) ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک منونتر میں 71 چترنگی ہوتی ہیں۔ اور چودہ منونتر کا ایک برھم دن ہوتا ہے اور ہزار چترنگی کے برابر برھم دن کا پیمانہ ہے۔ اور اتنی ہی برھم راتری ہوتی ہے۔ دنیا کے موجود یا قائم رہنے کے عرصہ کا نام برھم دن ہے۔ پرلے (فنا) کی اصطلاح برھم راتری ہے۔ اس موجودہ برھم دن میں چھ منونتر گذر چکے ہیں اور ساتویں دیو سوت منو میں یہ اٹھائیسواں کل یگ گزر رہا ہے اور اس موجودہ کل یگ کو بھی 4976 برس گذر چکے ہیں۔ اور یہ چار ہزار نو سو ستترواں برس گذر (18) رہا ہے جس کو آریہ لوگ وکرمادتیہ (19) کا 1933 واں سموت کہتے ہیں۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں۔

"برھم دن اور برھم رات کی میعاد اور ہر ایک یگ کی تعداد ترتیب وار اس طرح سمجھو۔" (منوسمرتی۔ ادھیائے 1۔ شلوک 68)

"چار ہزار برس کا کرت یگ (ست یگ) ہوتا ہے اور اس کے اتنے ہی سو برسوں (یعنی چار سو برس) کی سندھی اور اتنا ہی (یعنی چار سو برس کا) سندھیانش ہوتا ہے۔" (ایضاً" شلوک 69)

"باقی تینوں یگوں میں اور ان کی سندھیوں اور سندھیانشوں میں ترتیب وار ایک ایک ہزار اور ایک ایک سو برس کم ہوتے ہیں۔" (ایضاً"۔ شلوک 70)

جو چار یگ اوپر گنائے گئے۔ ان سب کے برس مل کر بارہ ہزار ہوتے ہیں جو دیو یگ کہلاتا ہے۔" (ایضا"۔ شلوک 71)

"ان ہزار دیو یگوں کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور اتنی ہی برہم رات ہوتی ہے۔" (ایضا" شلوک 72)

"ایسے ہزار یگوں (20) کے برابر مبارک (پنیہ) برہم دن ہوتا ہے اور اتنی ہی رات ہوتی ہے اور ان کو اہوارات کہتے ہیں (ایضا"۔ شلوک 73)

پیشتر جو بارہ ہزار برس کا دیو یگ بیان کیا گیا اس کے 71 گنے عرصہ کا نام منونتر (21) ہے۔ (ایضا" شلوک 79)

منونتروں کی تعداد اور دنیا کی پیدائش اور اس کی پرلے (فنا) شمار میں نہیں آ سکتیں۔ پرمیشور ان سب کو بار بار بطور بازیچہ یعنی بکمال آسانی بناتا ہے۔" (ایضا"۔ شلوک 80)

وقت کے پیمانہ کے لئے برہم دن اور برہم رات وغیرہ اصطلاحیں بنائی گئی ہیں تاکہ ان کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے اور دنیا کی پیدائش اور پرلے کی مدت اور نیز ویدوں کی پیدائش کا حساب بخوبی ہو سکے۔ ہر منونتر کے بدلنے پر کائنات کی عارضی تاثیرات (گنوں) میں کسی قدر تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کا نام منونتر (انقلاب زمانہ) رکھا گیا ہے۔ سنسکرت میں شمار اعداد اس طرح ہے۔

"ایک = 1- وش = 10- ست = 100- سہسر = 1000- آیت = 10000- لکش = لاکھ۔ نیت = 10 لاکھ۔ کوٹی = کروڑ۔ اربد = 10 کروڑ۔ برند = ارب۔ کھرب = دس ارب۔ نکھرب = کھرب۔ **شنکھ** = 10 کھرب۔ پدم = نیل۔ ساگر = دس نیل۔ **انتیہ** = پدم۔ مدھیہ = دس پدم۔ پرادھ = سنکھ" (سوریہ سدھانت)

اسی طرح ترتیب وار دس دس گنے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے برسوں کی شمار اسی طرح کرنی چاہئے۔ "ہزار مہا یگ کے برابر دن اور رات (سرو) یا کل کائنات (سرو = برہمانڈ) کا پیمانہ یا شمار کرنے والا پرمیشور ہے۔" (یجر وید۔ ادھیائے 15- منتر 65)

سرو (سنسکرت میں) تمام دنیا کا نام ہے اور وقت کا بھی ہے۔ چنانچہ شت تپھ براہمن کانڈ 7 ادھیائے 5 میں لکھا ہے کہ

"سہسر اور سرو مترادف ہیں اور وہ ایشور سرو (کائنات) کا داتا ہے۔"

"جیوتش شاستر میں دن دن کا حساب بتلایا گیا ہے اور آریہ لوگ ایک کشن سے لے

کر کلپ تک کا حساب علم ریاضی کے مطابق ٹھیک کرتے رہے ہیں اور اب تک بھی کرتے ہیں۔ چونکہ دن دن کا حساب لگتا چلا آتا ہے۔ اور اس بات کو سب لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ اس لئے سب لوگوں کو یہ بات صحیح ماننی چاہئے۔ اس کے خلاف ہرگز یقین نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ آریہ لوگ ہمیشہ بچے سے لے کر بوڑھے تک ہر روز اپنے کاروبار میں اس عبارت کو استعمال کرتے ہیں۔

"ادم۔ (22) ست ست۔ شری برہمنے دوتیہ پر ہزاردھے دیو سوتے منونترے اشٹاونشتی تمے کلی یگے کلی پرتھم چرنے امک سموتسرا ۔ترت مال پکش دن نکشترو لگن مہورتے چیدم کرتم کریتے چہ۔"

علاوہ ازیں تمام آریہ ورت دیش (ملک ہندوستان) میں اس کا اتہاس (تاریخ یا جنتری) موجود ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ سب جگہ یکساں ہونے سے کوئی اس قاعدہ کو بدل یا بگاڑ نہیں سکتا۔"

یگوں کا مفصل بیان آگے کیا جائے گا۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

(یورپین و دیگر مفسران حال کی رائے نسبت زمانہ وید غلط ہے۔)

اوپر کے بیان سے یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ پروفیسر ولسن و پروفیسر میکسمولر وغیرہ اہالیان یورپ کا یہ قول کہ "وید انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ شرتی نہیں ہیں۔" اور نیز ان کا یہ بیان کہ "ویدوں کو بنے ہوئے 2400 یا 2900 یا 3000 یا 3100 برس گذرے ہیں۔" سراسر غلط ہے۔ کیونکہ انہوں نے دھوکا کھایا ہے اسی طرح دیگر پراکرت یعنی مختلف مقامات کی زبانوں میں تفسیر کرنے والوں کی رائے بھی جو اسی قسم کی ہے، غلطی پر مبنی ہے۔

باب:3

ویدوں کے غیرفانی (1) ہونے پر بحث

چونکہ ویدوں کا ظہور ایشور سے ہوا ہے۔ اس لئے ان کا غیر فانی ہونا خود بخود ثابت ہے کیونکہ ایشور کی سب قوتیں غیر فانی ہیں۔

سوال۔ چونکہ وید (شبد) لفظوں (2) کا مجموعہ ہیں۔ اس لئے ان کا غیر فانی ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ لفظ گھڑے کی طرح (کاریہ) موضوع ہونے کی وجہ سے فانی ہیں۔ جس طرح گھڑا بنا ہوا ہے۔ اسی طرح لفظ بھی بنتا ہے۔ اس لئے لفظ کے فانی ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا بھی ماننا چاہئے۔

جواب۔ ایسا مت خیال کیجئے۔ لفظ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک (اتیہ) غیر فانی اور دوسرا (کاریہ)۔

جو الفاظ و معنی اور ان کا باہمی ربط ایشور کے گیان میں موجود ہے' وہ غیر فانی ہے۔ اور جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے وہ موضوع ہیں۔ کیونکہ جس کا گیان (3) (علم) اور کریا (فعل) دونوں غیر فانی طبعی اور ازلی ہوتے ہیں۔ اس کی تمام قوتیں بھی غیر فانی ہونی چاہئیں۔ چونکہ وید ایشور کے علم سے پر ہیں۔ اس لئے ان کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں ہے۔

سوال۔ جب یہ تمام دنیا پھر حالت علت میں چلی جائے گی۔ تو اس حالت میں تمام اجسام مرکب و کثیف غائب ہو جائیں گے۔ اور پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کا بھی نشان نہ رہے گا۔ پھر آپ ویدوں کا غیر فانی بنا رہنا کس طرح مانتے ہیں؟

جواب۔ یہ (دلیل) تو کتاب' کاغذ' سیاہی وغیرہ چیزوں کی نسبت عائد ہو سکتی ہے یا ہم وگوں کے فعل (4) پر۔ اس کے سوائے اور کسی بات پر صادق نہیں آ سکتی۔ وید چونکہ یشور کا علم (ودیا) ہیں۔ اس لئے ہم ان کا غیر فانی ہونا مانتے ہیں۔ پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کے فانی ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ایشور کے گیان میں ہمیشہ

قائم اور موجود (5) رہتے ہیں۔ جس طرح اس کلپ کے اندر ویدوں میں الفاظ' حروف' معنی اور ان کا ربط موجود ہے۔ اسی طرح پہلے بھی تھا۔ اور آگے بھی اسی طرح ہو گا۔ کیونکہ ایشور کے علم میں غیر فانی ہونے کی وجہ سے کبھی فرق یا مغالطہ نہیں پڑتا۔ اسی وجہ سے رگوید میں کہا ہے کہ :-

"سب کائنات کے قائم رکھنے والے پرمیشور نے سورج اور چاند وغیرہ سب چیزوں کو مثل سابق بنایا ہے۔" (رگوید- **اشٹک** 8- ادھیائے 8- ورگ 48)

اس منتر میں سورج اور چاند کو صرف تمثیلاً (یعنی بطور مشتے نمونہ از خروارے) لیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح پہلے کلپ میں سورج اور چاند وغیرہ (کل کائنات) بنانے کا علم ایشور کی ذات میں موجود تھا۔ اس کلپ میں بھی ان کو اسی طرح بنایا ہے۔ کیونکہ ایشور کے علم میں کمی بیشی یا الٹ پھیر واقع نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ویدوں کی نسبت بھی ماننا چاہئے۔ کیونکہ ایشور نے ان کو خاص اپنے علم سے ظاہر کیا ہے۔ اس موقع پر ویدوں کے غیر فانی ہونے کے متعلق ویاکرن وغیرہ شاستروں کے حوالے بطور شہادت لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ مہابھاشیہ کے مصنف پتنجلی منی جی کتاب مذکور کے پہلے آہنک اور نیز کئی اور مقاموں پر لکھتے ہیں کہ :- "جس قدر الفاظ ویدوں میں آئے ہیں اور نیز وہ الفاظ جو دنیا میں مشہور ہیں۔ سب غیر فانی ہیں۔ کیونکہ الفاظ کے اندر غیر متغیر بے زوال' غیر متحرک' (6) حذف نہ ہونے والے ایزادی سے بری اور غیر متبدل (7) حروف ہوتے ہیں۔"

اسی طرح (اے ای ان) سوتر پر شرح لکھتے ہوئے پتنجلی منی فرماتے ہیں کہ "جو کان سے سنائی دے عقل سے معلوم ہو۔ اپنے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنے پر ظاہر ہو اور آکاش جس کا جائے قیام ہے اسے "شبد" (لفظ) کہتے ہیں۔

سوال۔ گن پاٹھ' **اشٹا** دھیائی اور مہابھاشیہ میں حذف وغیرہ کرنے کا قاعدہ درج ہے۔ پھر یہ کہنا کس طرح ٹھیک ہے؟

جواب۔ اس اعتراض کا جواب مہابھاشیہ کے مصنف نے "دادھا گھوادوَ سوتر کی شرح میں اس طرح دیا ہے کہ پورے جملے (سنگھات: مجموعہ الفاظ) پورے جملے (پد) کی جگہ آتے ہیں۔ یعنی ایک مجموعہ الفاظ کی جگہ دوسرا مجموعہ الفاظ آ جاتا ہے۔ مثلاً وید پار' گم' ڈ' سن' بھو' سپ' تپ وغیرہ۔ اس مجموعہ لفظی کی جگہ وید پار گو بھوت یہ ایک مختلف مجموعہ الفاظ آ

گیا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس نئے بنے ہوئے مجموعہ الفاظ میں گم' ڈ' سن' شپ' تپ میں سے آم۔ ڈ۔ (حرف ڈبلا حرکت) ان۔ ش (حرف ش بلا حرکت) ا۔ پ (حرف پ بلا حرکت) مخذوف ہو گئے۔ مگر ان کا یہ خیال صرف وہم پر مبنی ہے کیونکہ یہ تغیر الفاظ کے ایک جز میں نہیں ہوتا۔ یہاں لفظ "تغیر" صرف تمثیلاً آیا ہے۔ یہ دراصل الفاظ کے حذف ایزادی اور تغیر سے مراد ہے۔ یعنی اگر واکشی کے بیٹے پانی آچاریہ کے قواعد (مت) میں الفاظ کے ایک جزو (دیش) میں حذف ایزادی اور تغیر ہوتا تو لفظ کا غیر فانی ہونا ثابت نہ ہوتا۔ دراصل یہ حذف ایزادی وغیرہ من سمجھوتی یا فرضی ہوتے ہیں ان سے کوئی نیا لفظ نہیں بنتا بلکہ لفظ یہ پہلے ہی سے موجود ہیں۔ ویا کرن (گرائمر) کے قواعد صرف ان کے موجودہ روپ (شکل) کی تشریح کرتے ہیں۔ اس لئے یہ حذف و تغیر وغیرہ واقعی نہیں ہیں۔ کیونکہ صورت اول و صورت دوم دونوں کے معنی ایک ہی ہیں اور جن حروف اول کی جگہ حروف ثانی آئے ہیں۔ وہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہ بنفسہٖ غیر متغیر و بے زوال ہیں۔ مثلاً گاڑی میں بیل کی جگہ گھوڑا جوڑیں تو اس سے بیل اور گھوڑے کی ہستی میں فرق نہیں آتا۔ دونوں بجائے خود مثل سابق موجود ہیں۔ البتہ اگر حرف کے ایک جزو میں تغیر ہوتا تو اس صورت میں حرف کو کاٹنا پڑتا ہے' مگر حرف کٹ نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے کہا ہے کہ (سالم مجموعہ حروف کی جگہ سالم مجموعہ حروف کا ادل بدل ہوتا ہے)

اسی طرح آڈ کے ایزاد ہونے سے لفظ بھو کی جگہ بھو ہو جانے کی بابت بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے اور جہاں لفظ کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کا مقام احساس کان سے ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ عقل سے جانا جاتا ہے اور بولنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور جس کا مقام آکاش ہے اس کو شبد (لفظ) کہتے ہیں اس سے بھی شبد (لفظ) غیر فانی ثابت ہوتا ہے۔ مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "بولنے اور سننے کا فعل لحہ لحہ میں غائب ہوتا جاتا ہے اور زبان ایک ایک حرف میں قائم ہوتی ہے یعنی ہر ایک حرف پر زبان کا فعل ختم ہو جاتا ہے اس صورت میں صرف وہ فعل (8) ہی فانی ثابت ہوتا ہے نہ کہ لفظ۔"

سوال۔ لفظ بھی فنا یا غائب اور موجود یا حاضر ہوتا ہے۔ جب بولتے ہیں۔ تب ظاہر ہو جاتا ہے اور نہ بولیں تو غائب رہتا ہے گویا جو زبان کے فعل کا حال ہے وہی اس کا ہے پھر وہ غیر فانی کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب۔ آکاش کی طرح پیشتر سے موجود ہونے پر بھی تادتنیکہ اس کے ظاہر ہونے کا

ذریعہ موجود نہ ہو لفظ محسوس نہیں ہوتا۔ بلکہ سانس (پران) اور زبان کے فعل سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے لفظ وہ ہے۔ جب تک زبان گ تک رہتی ہے۔ تب تک اوَ میں نہیں ہوتی۔ اور جب تک اوَ میں رہتی ہے تب تک وسرگ (ہائے مختفی) میں نہیں ہوتی۔ اس طرح زبان کے فعل اور تلفظ غائب اور موجود ہوتے رہتے ہیں نہ کہ لازوال اور ہمیشہ یکساں رہنے والا لفظ۔ کیونکہ لفظ سب جگہ موجود ہے اور ہر جگہ حاصل ہو سکتا ہے جہاں ہوا اور زبان کا فعل یا حرکت نہیں ہوتی وہاں تلفظ نہیں ہوتا اور نہ لفظ سنائی دیتا ہے۔ اس لئے لفظ آکاش کی طرح ہمیشہ غیر فانی ہے۔ اور ویا کرن کے مذکورہ بالا حوالوں سے تمام لفظوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے پھر وید کے لفظوں میں تو کلام ہی کیا ہے۔

جیمنی منی بھی لفظ کو غیر فانی مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ :-

"فنا ہونے سے لفظ تو غیر فانی ہی ہے۔ کیونکہ اس کا ظہور دوسروں کے لئے ہے یعنی تلفظ دوسروں کو عندیہ جتلانے کے لئے کیا جاتا ہے۔" (پورومیمانسا۔ ادھیائے 1۔ پاد 1۔ سوتر 18)

اس سوتر میں لفظ "تو" (سنسکرت) لفظ کے فانی ہونے کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے ہے لفظ فانی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر لفظ فانی مانا جائے تو یہ علم نہیں ہو سکتا کہ لفظ "گوہ" کے یہ معنی ہیں۔ غیر فانی ہونے کی صورت میں ہی گیاپک (کسی شئے کو بتانے والا لفظ) اور گیاپیہ (وہ شے جس کو وہ ظاہر کرتا ہے) دونوں کے موجود ہونے پر علم ہونا ممکن ہے۔ اسی وجہ سے ایک ہی لفظ "گوہ" کو ایک ساتھ کئی مقاموں پر مختلف بولنے والے بار بار حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح جیمنی منی نے لفظ کے غیر فانی ہونے میں کئی دلیلیں دی ہیں۔

ویشیشک درشن کے مصنف کنادمنی فرماتے ہیں کہ :

"ایشور کا کلام ہونے اور دھرم اور ایشور کو بیان کرنے یعنی دھرم کرنا ہی فرض بتلانے اور ایشور سے ظاہر ہونے کی وجہ سے سب کو چاروں وید (آمنائیہ) لازوال ماننے چاہئیں۔"
(ویشیشک درشن۔ ادھیائے 1۔ اہنک 1۔ سوتر 3)

گوتم منی بھی اپنے نیائے درشن میں فرماتے ہیں کہ :-

"ایشور کے بنائے ہوئے غیر فانی ویدوں کی سند سب کو ماننی چاہئے۔ کیونکہ ان کو راستی شعار عالموں یعنی تمام دھرماتماؤں کپٹ چھل (مکر و فریب) اور عیب سے خالی' رحمدل' سچی بات کے ہدایت کرنے والے' سب علوم کے ماہر اعلیٰ درجہ کے یوگیوں اور برہما وغیرہ

تمام راستی شعار عالموں نے مثل منتر اور آیروید (علم طب) کے سند مانا ہے۔ گویا جس طرح سچے علم طبیعیات کو بیان کرنے والے منتروں (اصول یا ہدایت) کو سچا ہونے سے سند کیا جاتا ہے۔ یا جس طرح آیروید (علم طب) کے ایک مقام پر بتائی ہوئی دوا کے استعمال سے بیماری رفع ہو جانے پر اس کے علاوہ کتاب کے باقی حصہ کی بھی اسی طرح سند مان لی جاتی ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بیان کئے ہوئے مطالب کا ایک مقام پر علم الیقین (پر تیکش) ہو جانے سے باقی غیر محسوس یا غیر معلوم (ادر شٹ) دیگر مطالب یا وید کے باقی حصہ کو بھی سند ماننا چاہئے۔" (نیائے شاستر۔ ادھیائے 2- اہنک 1- سوتر 67) اس سوتر پر وا تسیاین منی شارح (بھاشیہ کار) لکھتے ہیں کہ :-

"**دوشٹا** (ویدوں کے مطالب سمجھنے والوں) اور دکتا (علوم کے بیان کرنے والوں) کے ایک ہی ہونے سے بھی یہی بات قیاس میں آتی ہے یعنی جو راستی شعار عالم ویدوں کے مطالب کو کما حقہ جانتے تھے۔ وہی آیروید (علم طب) وغیرہ کے بیان کرنے والے ہوئے ہیں۔ اس لئے آیروید کے سند کی مثال وید کی سند بھی قیاس کرنی چاہئے۔ پس وید کے غیر فانی بچنوں کی سند ماننے میں یہ دلیل ہے کہ راستی شعار عالموں نے ان کو سند مانا ہے۔"

اس سے یہ منشاء ہے کہ جس طرح راستی شعار عالم کا قول بمنزلہ شبد پرمان (قول معتبر) سند گردانا جاتا ہے۔ اسی طرح ویدوں کو بھی سراپا راستی شعار علیم کل ایشور کا کلام ہونے سے مستند ماننا چاہئے۔ کیونکہ کل راستی شعار عالموں نے اس کو سند مانا ہے۔ پس ایشور کا علم ہونے سے ویدوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

اس بارہ میں پتنجلی منی جی یوگ شاستر میں فرماتے ہیں کہ :-

"ایشور جو قدیم بزرگوں (یعنی اگنی' وایو' آدتیہ' انگرہ اور برہما وغیرہ کا (جو دنیا کے شروع میں ہوئے) اور نیز ہم لوگوں اور ان کا جو آگے ہوں گے سب کا گرو۔

(گرو "گر" مصدر سے بنتا ہے۔ جس کے معنی "بولنا" ہے۔ پس جو بذریعہ وید سچی باتوں کی ہدایت (اپدیش) کرتا ہے وہی ایشور گرو ہے۔ اور ہمیشہ غیر فانی ہے۔ کیونکہ وہ وقت کی گرفت سے باہر ہے۔ (پاتنجل یوگ درشن۔ ادھیائے 1- پاؤ 1- سوتر 26)

ایشور کی ذات میں جہالت وغیرہ کلفتوں (کلیش) یا پاپ کے کام یا خیال کا نشان تک نہیں۔ چونکہ ایشور کا علم طبعی' کامل اور غیر فانی ہے۔ اس لئے اس کا الہام ہونے سے ویدوں کو بھی پر صداقت اور غیر فانی ماننا چاہئے۔

اسی طرح کپل آچاریہ بھی اپنے **سانکھیہ** شاستر میں فرماتے ہیں کہ :-

"ویدوں کا ظہور ایشور کی خاص قدرت سے ہونے کے باعث یعنی پرش (ایشور) کی طبعی یا ذاتی (سبھاری) قدرت کاملہ سے ویدوں کا ظہور ہونے کی وجہ سے ویدوں کو بنفسہٖ مستند (سوتہ پرمان) اور غیر فانی ماننا چاہئے۔" (**سانکھیہ** درشن۔ ادھیائے 5۔ سوتر 51)

کرشن دوپاین ویاس منی اپنے ویدانت شاستر میں اس اہم مضمون پر اس طرح لکھتے ہیں کہ:۔

"رگ وغیرہ چاروں وید جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہیں اور مثل آفتاب کل مطالب و معانی کو روشن کرتے ہیں اور تمام علوم کی کان ہیں ان کا مخرج (یونی) یا مسبب (کارن) برہم ہے۔ (ویدانت درشن۔ ادھیائے 1۔ پاد 1۔ سوتر 3)

"جو صفت کل علوم سے معمور رگ وغیرہ چاروں ویدوں میں پائی جاتی ہے اس صفت کے شاستر کا مخرج علیم کل ایشور کے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ویدوں کے مطالب کی تفصیل کے لئے خاص خاص انسانوں نے شاستر بنائے ہیں۔ مثلاً ویاکرن وغیرہ کتابیں پانی وغیرہ عالموں نے بنائی ہیں تاہم وہ وید کی صرف جزوی تفصیل ہیں۔ ویدوں میں اس سے بھی زیادہ وگیان (علم و معرفت) کا ذخیرہ ہے یہ بات دنیا میں اس قدر مشہور ہے کہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔" یہ الفاظ شنکر آچاریہ کے ہیں۔ جو انہوں نے اس سوتر کی شرح میں لکھے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علیم کل ایشور کی تصنیف (شاستر) بھی غیر فانی اور کل مطالب اور علوم سے معمور ہونی چاہئے۔ ویاس جی نے اسی ادھیائے میں ایک اور سوتر لکھا ہے کہ :-

"ایشور کا قول ہونے اور غیر فانی کی صفت رکھنے سے ویدوں کا بنفسہ مستند (سوتہ پرمان) ہونا اور کل علوم سے معمور اور سب زمانوں میں **وبھیچار**۔" (اختلاف، شک یا تغیر) سے مبرا ہونے کی وجہ سے غیر فانی ہونا سب کو ماننا چاہئے۔" (ویدانت درشن۔ ادھیائے 1۔ پاد 3۔ سوتر 29)

ویدوں کے مستند ہونے کے ثبوت میں شہادت درکار نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی سند آپ ہونے سے بنفسہٖ مستند ہیں۔ جس طرح سورج بذات خود روشن ہونے کی وجہ سے دنیا کے پہاڑوں اور ترسرینو (9) (ذروں) وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو روشن کرتا ہے اسی طرح وید بھی خود منور بالذات ہونے سے تمام علوم کو ظاہر و روشن کرتے ہیں۔ ایشور نے ویدوں میں

جو اس کا الہام ہیں (ایک منتر) فرمایا ہے۔ جس سے ویدوں اور خود اس کی ذات کا (غیر فانی اور بنفسہ مستند) ہونا ثابت ہے۔

"وہ محیط کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور سب جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے ایک ذرہ بھی اس کی سرایت سے خالی نہیں وہ برھم تمام دنیا کا بنانے والا صاحب قدرت اور بے انتہا طاقت والا ہے اس ایشور کی ذات ستھول (کثیف) سو کشم (لطیف) اور کارن (مادہ کی حالت اولین کی صورت) جسم کے تعلق یا وابستگی سے منزہ ہے۔ اس میں ایک ذرہ بھی چھدر (سوراخ) نہیں کر سکتا۔ (یعنی اس کی ذات یا ماہیت میں ایک ذرہ تک کو بھی گنجائش یا جگہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ کٹ نہ سکنے کی وجہ سے بے جراحت ہے چونکہ اس میں نس یا ناڑی کا دخل نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہر قسم کے بندھن (پردے یا رکاوٹ) سے مبرا ہے۔ وہ ہمیشہ جہالت وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ اس کی ذات میں پاپ کا نام نہیں' اس لئے وہ کبھی پاپ نہیں کرتا۔ وہ علیم کل ہے' وہ سب کے دلوں کا شاہد یا جاننے والا ہے اس کو سب پر فضیلت ہے۔ نہ اس کی کوئی علت فاعلی (نمتکارن) ہے۔ نہ علت مادی (اپادان کارن) اور نہ علت (10) غیر (سادھارن کارن) وہ سب کا پیدا کرنے والا (پتا) ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قائم یعنی قائم بالذات ہے۔ ان صفات سے موصوف ہست مطلق۔ عین علم اور عین راحت پرماتما ہرکلپ کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و ابدی مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی وہ بھگوان (پرمیشور) ہر مرتبہ جب از سرنو پیدائش عالم ہوتی ہے' تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دنیا کے شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اپدیش (الہام) کرتا ہے۔" (یجر وید۔ ادھیائے 4- منتر 8)

اس لئے ویدوں کو کبھی فانی نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے۔

جس طرح ویدوں کا غیر فانی ہونا شاستروں کے حوالوں سے ثابت ہے اسی طرح دلیل سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا۔ (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ناممکن ہے) جو ہے وہی ہو گا۔ اس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی ہے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہیں اس کی شاخیں وغیرہ بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً بانجھ کے بیٹے کا بیاہ دیکھنا (ناممکن ہے) کیونکہ اگر بیٹا

ہو تو ماں کا عقیمہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور جب لڑکا ہی نہیں تو پھر اس کا بیاہ ہونا یا دیکھنا کب ممکن ہو سکتا ہے اسی طرح یہاں بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر ایشور میں غیر متناہی علم نہ ہوتا۔ تو وہ کس طرح الہام (اپدیش) کر سکتا اور اگر وہ الہام نہ کرتا تو کسی انسان میں بھی علم کا نشان نہ پایا جاتا۔ کیونکہ کوئی چیز جڑ کے بغیر نہیں اگ سکتی۔ اس دنیا میں کوئی شئے بھی جڑ یا علت (مول) کے بغیر پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر انسان کو وہی بات جس کا اسے واقعی تجربہ ہوتا ہے (یا جس کو وہ موجودہ یا سابقہ جنم میں بھگتے ہوئے ہوتا ہے) سوجھتی یعنی اس کے دل سے ابھرتی یا پیدا ہوتی ہے یعنی جس چیز کا بذریعہ علم الیقین (پرتیکش) تجربہ ہو چکتا ہے۔ اسی کا اثر (سنسکار) قائم رہتا ہے اور جس چیز کا اثر (سنسکار) ہوتا ہے وہی حافظہ اور علم میں ہوتا ہے۔ اور اسی کے بموجب کسی شئے کی طرف رغبت یا نفرت ...... پیدا ہوتی ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوتا۔ پس اگر دنیا کے شروع میں ایشور کا اپدیش (الہام) اور تعلیم و ہدایت نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی علم کا انوبھو (11) نہ ہوتا پھر (انوبھو کے بغیر) اس کا اثر یا خیال (سنسکار) بھی نہ ہوتا اور اثر یا خیال کے بغیر یاد کہاں سے رہتا اور یاد کے بغیر کسی کو ذرا بھی علم نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ انسان کو جو طبعاً دنیوی دھندوں سے لگاؤ (پرورتی) ہے۔ ان سے دکھ اور سکھ کا تجربہ ہوتا ہے اور جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے۔ بتدریج تجربہ بڑھ کر علم ترقی پا جاتا ہے۔ پھر اس بات کے ماننے کی کیا ضرورت ہے کہ ایشور نے ویدوں کو پیدا کیا؟

جواب۔ اس بات کا شافی جواب پیدائش وید کے بیان میں دیا گیا ہے اس مقام پر ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جس طرح اب دوسرے سے پڑھنے کے بغیر کوئی شخص عالم نہیں بن جاتا اور نہ اس کے علم کی ترقی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایشور کے الہام (اپدیش) کے بغیر کسی انسان کو بھی علم اور عرفان (گیان) نہیں ہوتا۔ اس میں ناتعلیم یافتہ بچے اور جنگلی آدمی کی مثال ہے یعنی اپدیش (تعلیم و تربیت) کے بغیر بچوں یا جنگلیوں کو علم یا انسان کی زبان کا وقوف نہیں ہوتا۔ پھر علم کے ایجاد کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اس لئے ویدوں کا علم جو ایشور سے (دنیا میں) آیا ہے وہ غیر فانی ہے کیونکہ ایشور کی تمام صفات غیر فانی ہیں۔ جو شئے غیر فانی ہوتی ہے اس کا نام' صفت اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے کیونکہ یہ [illegible] آدھار) جوہر پر ہے۔ جوہر (ادھشٹھان) کے بغیر نام' صفت اور فعل وغیرہ عرض قیام نہیں پا سکتے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ دوسرے کے سہارے رہتے ہیں۔ جو شئے غیر فانی نہیں ہوتی اس کے یہ (عرض) بھی غیر

فانی نہیں ہوتے۔ غیر فانی وہی شئے ہوتی ہے جس کی پیدائش اور فنا نہ ہو۔ علیحدہ علیحدہ عناصر (بھوت) یا جوہروں (درویہ) کے اتصال خاص سے پیدائش (ات پتی) ہوتی ہے اور ان پیدا شدہ ذروں (یا عناصر) سے مل کر بنے ہوئے وجودوں کا انفصال (ویوگ) یعنی اتصال کا زائل ہو جانا فنا (وناش) ہے (سنسکرت میں) "وناش" نظر نہ آنے یا غیر محسوس ہو جانے کے معنی رکھتا ہے۔ چونکہ ایشور ہمیشہ یکساں رہتا ہے اس لئے اس کی ذات میں اتصال اور انفصال کو دخل نہیں۔ اس بارہ میں کنادمنی کا ایک سوتر شاہد ہے۔ "معلول جو علت سے پیدا ہو کر وجود میں آتا ہے اس کو فانی (انتیہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ پیدا ہونے سے پہلے وہ نہ تھا اور جو کسی شئے کا معلول نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ حالت علت میں قائم رہتا ہے اس کو غیر فانی (نتیہ) کہتے ہیں۔" "ویشیشیک درشن۔ ادھیائے 4۔ پاد 4۔ سوتر 1) جو شئے اتصال سے پیدا ہوتی ہے وہ ہمیشہ فاعل کی محتاج ہوتی ہے۔ اور اگر فاعل کو بھی اتصال سے پیدا ہوا مانیں تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ اس کا بھی کوئی دوسرا فاعل ہے۔ اس طرح متواتر سلسلہ بندی سے تسلسل (12) لازم آتا ہے۔ جو شئے اتصال سے پیدا ہوتی ہے وہ پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) اور پرمانو (ذرات) وغیرہ کے اتصال کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ چیزیں (پرکرتی اور پرمانوں) لطیف ہیں۔ جو جس سے لطیف ہوتا ہے وہ اس کا آتما (یعنی اس میں ساری) ہوتا ہے کیونکہ لطیف شئے کثیف شئے میں سرایت کر سکتی ہے۔ مثلاً لوہے میں آگ آگ لطیف ہونے کی وجہ سے سخت اور ٹھوس لوہے میں سرایت کر کے اس کے اجزاء کو جدا جدا کر دیتی ہے اور پانی مٹی سے لطیف تر ہونے کے باعث مٹی کے ذروں میں سما جاتا ہے اور ان کو ملا کر پنڈا بنا دیتا ہے یا اس کے ذروں کو الگ الگ بھی کر دیتا ہے۔ پرمیشور اتصال اور انفصال دونوں سے مبرا اور محیط کل ہے۔ اسی وجہ سے وہ (ذروں سے دنیا کو بنانے اور فنا کرنے پر ٹھیک ٹھیک قادر ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہم لوگوں کو اتصال اور انفصال میں دست قدرت حاصل نہیں ہے اگر ایشور بھی اس قانون کے تابع ہوتا تو اس پر بھی یہی مثال صادق آتی۔ اس کے علاوہ یہ بھی قابل غور ہے کہ جو اتصال اور انفصال کا مبداء ہوتا ہے۔ وہ خود اس (اتصال اور انفصال) سے جدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بذات اتصال اور انفصال کے آغاز کی علت اولیٰ ہوتا ہے اگر کوئی علت اولیٰ نہ ہووے۔ تو اتصال اور

انفصال کا آغاز بھی وقوع میں نہیں آ سکتا۔ پس صفات مذکورہ بالا سے موصوف اور ہمیشہ غیر متغیر بالذات، غیر مولود، ازلی و ابدی اور قادر حقیقی ایشور سے ظاہر ہونے اور اس ایشور کے علم میں ہمیشہ موجود رہنے سے ویدوں کا حق المعانی سے معمور اور غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

باب: 4

مضامین وید پر بحث

وید کے چار مضمون

وید میں (1) چار مضمون ہیں۔ وگیان کانڈ (معرفت) کرم کانڈ (عمل) پاسنا کانڈ (عبادت) اور گیان کانڈ (علم) ان میں سے پہلا مضمون وگیان (معرفت) سب سے مقدم ہے کیونکہ اس میں پرمیشور سے لے کر تنکے تک کل اشیاء کا علم حقیقی شامل ہے اور اس میں بھی ایشور (کی ذات) کا ادراک مقدم ہے کیونکہ تمام ویدوں کا مقصود یہی ہے اور ایشور کی ذات کو کل کائنات پر شرف ہے۔ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں:-

یم کہتا ہے کہ "اے نچکیت! جو پربرہم کا وصال یعنی موکش کے نام سے مشہور پرم پد (2) (حاصل کرنے کے لائق درجہ اعلیٰ) کو اور عین راحت اور تمام کلفتوں سے مبرا ایشور کو تمام وید بیان اور تاکید و خصوصیت کے ساتھ اس کے گیان (معرفت) حاصل کرنے کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں اور جس کے پانے کے لئے سچاتپ (ریاضت) یعنی دھرم **انشٹھان** (دھرم کی پابندی) اور جس ایشور کے ملنے کی خواہش سے برہم چرج کیا جاتا ہے (یہاں برہمچریہ تمثیلاً آیا ہے۔ دراصل برہم چریہ (حالت طالب علمی) گرہستھ (حالت خانہ داری) بان پرستھ (حالت صحرا نشینی) اور سنیاس (ترک دنیا) چاروں آشرم سے مراد ہے) اور جس برھم کے وصال کی خواہش لئے ہوئے عالم اس کا تصور اور اپدیش (وعظ) کرتے ہیں۔ جو اس قسم کا پد (حاصل کرنے کے لائق پرمیشور) ہے اس کو میں تجھے اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں۔ کہ وہ اوم ہے (کٹھ اپنشد۔ ولی 2 منتر 15)

"اس پرمیشور کا واچک (یعنی اس کی ذات کو ظاہر کرنے والا لفظ) پرنویا اوم ہے۔ گویا پرنویا اوم اس کی ذات کو بتانے والا لفظ ہے اور اس لفظ کا مشار الیہ ایشور ہے۔" (یوگ

(27-1-1

"اوم اور کھم، برھم کے نام ہیں۔" (یجروید۔ ادھیائے 40)
"اوم برھم کو کہتے ہیں۔" (تیتریہ ارنیک پرپاٹھک 7، انوواک 8)
"ویدوں میں دو علم ہیں ایک اپرا (دنیوی) اور دوسرا پرا (علم الٰہی)۔ جس کے ذریعہ سے مٹی اور گھاس سے لے کر پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) تک کل موجودات کا علم اور اس علم سے مناسب فائدہ یا فیض حاصل کیا جاتا ہے اس کو اپرا (دنیوی) علم کہتے ہیں اور جس سے غیر محسوس وغیرہ صفات سے موصوف قادر مطلق برہم کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کو پرا (علم الٰہی) کہتے ہیں۔ اپرا سے پرا نہایت اعلیٰ ہے۔" (منڈک اپنشد۔ منڈک 1۔ کھنڈ 1۔ منتر 5 و 6)

اس مضمون کے متعلق اور بھی حوالے ہیں۔ مثلاً

"جس محیط کل ایشور کی ذات عین راحت اور تمام عمدہ تدابیر و وسائل سے حاصل کرنے کے لائق موکش کو عالم ہمیشہ ہر زمانہ میں دیکھتے یا پہچانتے ہیں وہ ایشور سب جگہ محیط و بسیط ہے۔ اور مکان و زمان اور اشیاء کی گرفت یا احاطہ سے باہر ہے اور چونکہ وہ برھم مطلق محیط کل ہے اس لئے وہ سب کو سب جگہ حاصل ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی میں آنکھ کی حد نگاہ بے انتہا درجہ تک پھیلتی ہے اسی طرح وہ حاصل کرنے کے لائق برھم سب جگہ موجود ہے۔ موکش سب چیزوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اس لئے عالم اسی کو دیکھنے اور حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔" (رگ۔ 1-2-7-5)

پس وید خصوصیت کے ساتھ اس ایشور کو ہی بیان کرتے ہیں۔ اس مضمون پر ویاس جی نے بھی ایک سوتر میں فرمایا ہے کہ :-

"وید کے ہر جملہ میں برابر اسی برھم کا بیان موجود ہے۔ کہیں صراحت کے ساتھ اور کہیں پرم پرا (کنایہ یا سلسلہ مضمون) سے۔" (ویدانت درشن۔ ادھیائے 1۔ پاد 1۔ سوتر 4)
(وگیان کانڈ کی دیگر مضامین پر سبقت)

اس لئے ویدوں کا مقدم مضمون برھم ہی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں یجر وید کا بھی حوالہ ہے "جس پربرھم سے اعلیٰ یا بزرگ (اتم) کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جو پرجاپتی مخلوقات (پرجا) کا پرورش کرنے والا ہے اور تمام دنیاؤں (لوکوں) پر محیط یا ان میں سمایا ہوا ہے۔ جو تمام جانداروں کو نہایت سکھ دیتا ہوا تجلی بخش، عالم، آگ، سورج اور بجلی تین روشنیوں کو

اس مخلوقات (سرشٹی) کے ساتھ وابستہ و پیوستہ کرتا ہے۔ وہ ایشور سوڈشی (3) یعنی 16 کلاؤں (صنعتوں) کا مالک ہے۔ کیونکہ دنیا میں جو سولہ کلائیں یا صنعتیں پیدا کی گئی ہیں وہ اسی ایشور کی ایجاد ہیں۔" (یجروید۔ اوھیائے 8 منتر 36)

پس وہ ایشر ہی وید کا لب لباب ہے۔ مانڈوکیہ اپنشد میں کہا ہے کہ :-

"جس کا نام اوم ہے وہ لازوال ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ وہ تمام ساکن و متحرک کائنات میں سمایا ہوا ہے۔ اس کو برہم جاننا چاہئے۔ تمام ویدوں اور شاستروں اور اس تمام کائنات میں اس کا ظہور اور اسی کا ذکر مذکور ہے۔" (مانڈوکیہ اپنشد۔ منتر 11)

اس لئے یہ ماننا چاہئے کہ ویدوں کا مقصود مقدم ایشور ہے۔ علاوہ ازیں مقدم (پردھان) کے مقابلہ میں غیر مقدم (اپردھان) کو لینا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ ویاکرن مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "جہاں مقدم و غیر مقدم دونوں ہوں۔ وہاں مقدم سے مراد سمجھنی چاہئے۔" اس لئے تمام ویدوں کا مقدم مضمون ایشور ماننا واجب ہے (ویدوں کے) تمام اپدیش (تعلیم یا ہدایت) کا مقصد ایشور کو حاصل کرانا ہے۔ اس لئے ہر انسان پر اس ایشور کے اپدیش (الہام یا ہدایت) سے تینوں یعنی کرم (عمل) اپاشنا (عبادت) اور گیان (علم) کو حاصل اور ان کی پابندی (**انشٹھان**) کرنا لازم ہے تاکہ پرمارتھک سدھی (اعلیٰ مقصد انسانی) میں کامیابی اور ویوہارک سدھی (دنیوی منفعت یعنی ہر شئے سے مناسب فیض اور فائدہ) بخوبی حاصل ہو سکے۔

وید کا دوسرا مضمون کرم کانڈ (ہدایت عمل) ہے۔ اس مضمون کا سراسر فعل سے تعلق ہے۔ اس کے بغیر تحصیل علم اور گیان (معرفت) بھی مکمل نہیں ہوتے۔ وجہ یہ کہ باہیہ (عملی یا خارجی) اور مانس (ذہنی یا باطنی) معاملات کا باہمی ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ فعل کئی قسم کے ہیں مگر ان کی بڑی تقسیم دو طرح پر ہے۔

1- اعلیٰ مقصد انسانی حاصل کرنے کے لئے یعنی ایشور کی ستتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اپاسنا (عبادت) کرنا' اس کے حکم پر چلنا' دھرم کا پابند رہنا اور گیان (معرفت) سے موکش (نجات) کی تدبیر میں مشغول ہونا۔

2- کاروبار دنیوی کے سرانجام کے لئے یعنی دھرم کے ساتھ دولت (ارتھ) اور مراد (کام) حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا۔

جو فعل یا عمل محض ایشور کے ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ وہ نیک نتیجہ والا' **نشکلم** (4) (بے غرض) فعل نامزد کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں بے انتہا سکھ ہوتا ہے۔ اور جو

فعل دولت اور مراد کے حصول کے لئے دنیوی سکھ ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ وہ فعل دوسرے درجہ پر ہے اور سکام (غرض آلودہ) کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کے پھل (ثمر) میں جینے اور مرنے کا دکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ اگنی ہوتر سے لے کر اشو میدھ تک جس قدر یگیہ ہوتے ہیں۔ ان میں خوشبودار' شیریں' مقوی اور دافع مرض وغیرہ گنوں والی باقاعدہ سنسکار (صاف) کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کیا جاتا ہے۔ اس سے ہوا اور بارش کا پانی پاک صاف ہو جاتا ہے اور تمام دنیا کو سکھ پہنچتا ہے۔ کھانا' پہننا' سواری' کلیں' صنعتیں اور اوزار جو بغرض سر انجام اصول مجلسی استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ زیادہ تر اپنے ہی ذاتی فائدہ کے لئے ہیں۔ اس بارہ میں پورمیمانسا کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ (دیکھو پورومیمانسا۔ ادھیائے 4۔ پاد 3۔ سوتر 1 و 8)

"فراہمی اشیاء (دردیہ)۔ صفائی (سنسکار) اور عمل (کرم) یگیہ کرنے والے کے یہ تین فرض ہیں۔ اشیاء یعنی مذکورہ بالا چار قسم کی خوشبودار وغیرہ گنوں والی چیزیں لے کر اور ان کو باہم ملا کر عمدہ سے عمدہ گن پیدا کرنے کے لئے ان کا سنسکار (صفائی) کرنا چاہئے۔ مثلاً جب دال وغیرہ کو عمدہ بنانے (سنسکار) کے لئے چمچہ میں خوشبودار گھی ڈال آگ میں تپا کر ذرا دھواں سا اٹھنے پر اس سے دال وغیرہ بگھار کر دیگچی کا منہ بند کر کے' بعد میں چمچہ چلاتے ہیں۔ اس وقت جو مذکورہ بالا دھوئیں کے شکل کی بھاپ اٹھتی ہے۔ وہ خوشبودار سیال ہو کر تمام دال کے اندر سما جاتی ہے اور اسے خوشبودار بنا دیتی ہے اور اس سے دال مقوی اور لذیذ بن جاتی ہے اسی طرح یگیہ (ہون) سے جو بھاپ پیدا ہوتی ہے وہ ہوا اور بارش کے پانی کو سب قسم کی خرابیوں سے پاک اور صاف کر کے تمام دنیا کو سکھ پہنچاتی ہے۔" اسی وجہ سے کہا ہے کہ "جب یگیہ میں مذکورہ بالا طریق سے کوئی عالم صاف کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کرتا ہے تو اس سے مجمع انسانی کو بڑا سکھ پہنچتا ہے۔" (ایتریہ براہمن پنچکا 1۔ کنڈ کا 2)

یگیہ سے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے (یگیہ کے) نتیجے اور فوائد بھی مشہور ہیں کہ وہ ہر قسم کی برائی یا خرابی کو دور کرتا ہے۔ ہوم کرنے کی چیزوں کی صوفائی اور ہوم کرنے والوں کی قابلیت یگیہ کے ارکان میں شمار کرنے چاہئیں۔ اس طرح یگیہ کرنے سے دھرم حاصل ہوتا ہے نہ کہ اس کے برعکس کرنے سے۔

اس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:-

"حرارت سے بخارات (دھوم) پیدا ہوتے ہیں (جس وقت آگ درختوں (ورکش) پودوں (اوشدھی) (5) بڑے درختوں (بنسپتی) (6) اور پانی وغیرہ چیزوں میں داخل ہو کر ان کے اجزاء کو الگ الگ کر دیتی ہے اور ان کے رس کو اڑا دیتی ہے۔ تو وہ رس ہلکا ہوا کے ذریعہ سے اوپر آکاش میں چڑھ جاتا ہے۔ جب کسی چیز کو آگ میں جلاتے ہیں تو اس میں جس قدر پانی کا جزو ہوتا ہے۔ اس کو بھاپ کہتے ہیں۔ اور خشک اور روکھا دھواں مٹی کا جزو ہوتا ہے۔ اور ان دونوں اجزاء کے مرکب کو دھوم کہتے ہیں۔ بخارات کے اوپر چڑھنے سے آکاش میں پانی کا ذخیرہ ہو جاتا ہے اس سے ابر یا بادل پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان ہوائی بادلوں سے بارش ہوتی ہے۔ اس لئے گویا حرارت ہی سے جو وغیرہ پودے پیدا ہوتے ہیں اور ان پودوں سے اناج نکلتا ہے اور اناج سے منی بنتی ہے۔ اور منی سے جسم بنتے ہیں۔" (شت پتھ براہمن کانڈہ۔ ادھیائے 3)

اسی مضمون پر تیتریہ اپنشد میں بھی کہا ہے کہ :-

اس پرماتما نے آکاش کو بنایا۔ آکاش سے ہوا' ہوا سے آگ' آگ سے پانی' پانی سے زمین' زمین سے پودے' پودوں سے اناج' اناج سے منی اور منی سے انسان کا جسم بنتا ہے۔ اس لئے یہ جسم انسانی اناج کے رس سے بنا ہوا ہے۔" (تیتریہ اپنشد۔ آنندولی۔ انوواک 1)

"ایشور نے اپنے علم کامل سے اناج کو مقدم بنایا۔ ان (اناج) کو برھم (بڑا) سمجھو۔ اناج سے یہ تمام اجسام پیدا ہوتے ہیں اور پیدا ہو کر اناج ہی سے زندہ رہتے ہیں اور مر کر پھر ان (7) ہی میں مل جاتے ہیں۔" (تیتریہ اپنشد بھرگو۔ ولی۔ انوواک 2)

ان کا نام یہاں برھم (بڑا) کہا ہے۔ کیونکہ وہی زندگی کا بڑا سہارا ہے۔ عمدہ صاف اناج' پانی اور ہوا وغیرہ ہی سے جاندار سکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ان کے بغیر کوئی نہیں جی سکتا۔ یہ قانون (صفائی) دو طرح پر قائم ہے۔ اول ایشور کا کیا ہوا یا قدرتی اور دوم انسان کا کیا ہوا یا مصنوعی ایشور نے پر حرارت سورج کو بنایا (8) ہے۔ اور نیز پھول وغیرہ خوشبودار چیزیں پیدا کی ہیں۔ سورج تمام دنیا سے رسوں کو برابر کھینچتا رہتا ہے۔ (جن ذروں کو سورج اپنی کرنوں سے کھینچتا ہے) ان میں خوشبودار اور بدبودار دونوں قسم کے ذرے ملے رہنے کی وجہ سے (کرہ ہوائی کا) پانی اور ہوا بھی اچھے اور برے گنوں (تاثیرات) کی آمیزش سے متوسط گن والے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں خوشبودار اور بدبو کی آمیزش قائم رہتی

ہے۔ پھر اس پانی کی بارش سے جو پودے اور اناج اور ان سے منی اور جسم بنتے ہیں۔ وہ بھی اوسط درجہ کے ہوتے ہیں اور ان چیزوں کے اوسط درجہ ہونے سے قوت، عقل، شجاعت، حوصلہ، استقلال اور دلیری وغیرہ صفات بھی اوسط درجہ کی پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ جیسی جس کی علت ہوتی ہے ویسا ہی اس کا معلول بھی ہوتا ہے۔ چونکہ بدبو وغیرہ کی تمام خرابیاں انسان سے صادر ہوتی ہیں۔ اس لئے اس میں ایشور کے نظام قدرت کا کچھ قصور نہیں اور جب ان خرابیوں کا باعث انسان ہے تو ان کا دفع کرنا بھی اسی کا فرض ہے جس طرح ایشور کا حکم ہے کہ ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہئے۔ نہ کہ جھوٹ اور جو شخص اس حکم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ پاپی ہوتا ہے اور ایشور کی آئین سے اس کی سزا میں دکھ پاتا ہے۔ اسی طرح ایشور نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ یگیہ کرنا چاہئے۔ اس لئے جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے، وہ بھی پاپی ہو کر دکھ پاتا ہے۔ یگیہ سب کو سکھ اور فائدہ پہنچانے والی چیز ہے۔ جب کسی جگہ انسان وغیرہ جانداروں کا ہجوم کثیر ہوتا ہے۔ وہاں بدبو بھی کثرت سے پیدا ہوتی ہے مگر اس میں ایشور کا نظام قدرت باعث نہیں ہے بلکہ انسان وغیرہ جانداروں کے ہجوم کی وجہ سے بدبو پیدا ہوتی ہے اور چونکہ ہاتھی وغیرہ جانوروں کو انسان ہمیشہ اپنے ذاتی آرام کے لئے جمع کرتا ہے۔ اس لئے ان سے جو سخت بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اس کا باعث صرف انسان کا ذاتی آرام ہے۔ اس طرح وہ تمام بدبو جو ہوا اور بارش کے پانی کو خراب کرتی ہے۔ صرف انسان کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو دفع کرنا بھی اسی کا فرض ہے۔"

کل مخلوقات میں انسان ہی فائدے، نقصان یا بھلے برے کو سمجھنے والا ہے (سنسکرت میں انسان کو منشیہ کہتے ہیں) منشیہ من سے بنتا ہے۔ جس کے معنی عقل و تمیز (وچار) ہیں اس لئے عقل و تمیز ہی سے انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ پرمیشور نے کل جسم والے جانداروں میں انسان ہی کو صاحب عقل و تمیز اور حصول معرفت کے لائق بنایا ہے اور انسان کے جسم میں ذروں کی ترتیب خاص (سینوگ وشیش) سے ایسی حکمت کے ساتھ اعضاء بنائے ہیں کہ وہ حصول علم و معرفت کے لئے عین موزوں ہیں اس لئے دھرم ادھرم (نیکی بدی) کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا بھی خاص انسان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ کسی دوسرے سے۔ اس لئے انسان کو سب کے فائدے اور بہبودی کے لئے یگیہ کرنا چاہئے۔

سوال۔ کستوری وغیرہ خوشبودار چیزوں کو آگ میں ڈال کر ناش کرنے سے یگیہ کس طرح فائدہ مند یا فیض رساں ہو سکتا ہے۔ اس سے تو یہ عمدہ نعمتیں کسی کو کھلا دی جاویں یا دان (خیرات) کر دی جاویں۔ تو ہوم سے بھی زیادہ پھل ہو۔ پھر یگیہ کیوں کریں؟

جواب۔ کوئی چیز بھی بالکل معدوم نہیں ہوتی۔ وناش (فنا) سے یہی مراد ہے کہ کوئی شے محسوس ہو کر پھر محسوس نہ رہے۔

سوال۔ آپ احساس یا علم (درشن) کتنی قسم کا مانتے ہیں؟

جواب۔ آٹھ قسم کا۔

سوال۔ ان کی تفصیل بیان کیجیے؟

جواب۔ گوتم آچاریہ کے مطابق ہم پر تیکش' انومان' اپمان' شبد' اتیہیہ ارتھاپتی' سمبھو' ابھاؤ' آٹھ پرمان (دلائل) مانتے ہیں۔ ان میں سے "قوا" احساس (اندریوں) کا محسوسات (ارتھ) کے ساتھ تعلق ہونے سے جو سچا یا واقعی اور شک و شبہ سے خالی علم حاصل ہوتا ہے۔ اس کو پرتیکش (علم الیقین اور حق الیقین) کہتے ہیں۔" (نیاگے 1-1-4)

مثال: جیسے قریب سے دیکھنے پر عین الیقین ہو جاتا کہ یہ انسان ہی ہے کوئی دوسری چیز نہیں۔ "صفت یا اشارہ کے ذریعہ سے موصوف یا مشار الیہ کا علم ہو جانا انومان (قیاس) کہلاتا ہے۔" (ایضا" سوتر 5)

مثال: جیسے بیٹے کو دیکھ کر باپ کا قیاس کرنا۔ "مشابہ یا مشابہت سے جو علم ہوتا ہے۔ اس کو اپمان (نظیر یا مثال) کہتے ہیں۔ (ایضا" سوتر 6)

مثال: جیسا دیودت ہے ویسا ہی یگیہ دت بھی ہے۔ یہاں صورت یا سیرت کی مشابہت سے مراد ہے۔ "جس سے محسوس و معلوم یا غیر محسوس وغیرہ معلوم مطالب کا بیان کیا جاوے یا علم کرایا جاوے۔ اس کو شبد (قول معتبر) کہتے ہیں۔ (ایضا" سوتر 7)

مثلاً یہ قول کہ گیان (معرفت) سے موکش (نجات) ہوتی ہے۔

"اتیہیہ راستی شعار عالموں کے کلام' قول یا تحریر کو کہتے ہیں (مثلاً) دیوتاؤں (عالموں) اور اسروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی وغیرہ۔ جو بات (متکلم) کے الفاظ یا منشاء سے ٹپکتی ہو۔ اس کو ارتھاپتی کہتے ہیں۔ مثلاً کسی نے کہا کہ جب بادل ہوتے ہیں۔ تب مینہ برستا ہے تو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جب بادل نہیں ہوتے تب مینہ نہیں برستا) جس صورت سے یا جس صورت میں کوئی بات ممکن ہو اس کو سمبھو کہتے ہیں مثلاً کسی نے کہا کہ ماں

باپ سے اولاد ہوتی ہے تو یہ بات سمبھو (ممکن) ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کمبھ کرن کی مونچھوں کے بال چار کوس لمبے اونچے کھڑے رہتے تھے اور سولہ کوس اونچی ناک تھی تو یہ اسمبھو (ناممکن) ہونے کی وجہ سے سراسر جھوٹ ہے۔ ابھاؤ۔ کسی چیز کے ایک جگہ نہ ہونے مگر دوسری جگہ ہونے کو کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی کہے کہ گھڑا لاؤ تو اس جگہ گھڑا نہ دیکھ کر گویا وہاں گھڑے کا ابھاؤ خیال کر کے یعنی یہ سمجھ کر کہ یہاں گھڑا نہیں ہے۔ جہاں گھڑا موجود ہو۔ وہاں سے گھڑا لایا جاتا ہے۔ (نیائے درشن۔ ادھیائے 2- آہنک 2- سوتر 1)

"اتیہیہ کو شبد میں اور اتھاپتی' سمبھو اور ابھاؤ کو انومان میں مانا جاوے۔ تو چار ہی پرمان رہ جاتے ہیں۔" (ایضاً سوتر 2)

یہ پرتیکش وغیرہ کی مختصر تعریف لکھی گئی۔ ہم آٹھ قسم کے علم یا احساس کو مانتے ہیں۔ سچ تو یوں ہے کہ ان کے ماننے بغیر کسی کو چارہ نہیں۔ کیونکہ تمام کاروبار کا سرانجام اور مقصد اعلیٰ (پرمارتھ) کا حصول انہیں سے ہوتا ہے۔

(غیر محسوس ہو جانے سے کوئی چیز کھوئی نہیں جاتی)

اگر کوئی شخص مٹی کے ڈھیلے کو خوب باریک پیس کر تیز و تند ہوا کے اندر ہاتھ کے پورے زور سے آکاش کی طرف پھینکے۔ تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مٹی معدوم ہو گئی۔ کیونکہ آنکھ سے نظر نہیں آتی (سنسکرت میں) نش مصدر دکھائی نہ دینے کے معنی رکھتا ہے۔ "نش" سے علامت "شین" ایزاد کر کے لفظ "ناش" بنتا ہے۔ اس لئے حواس ظاہری سے غیر محسوس ہونے ہی کو "ناش" کہتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت ذرے (پرمانو) جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہ آنکھ سے نظر نہیں آتے۔ کیونکہ وہ قواء احساس کے احاطہ سے باہر نکل جاتے ہیں۔ مگر جب وہی ذرے مل کر حالت کثیف میں آتے ہیں تب وہ نظر آنے لگتے ہیں کیونکہ کثیف حالت میں ہر شئے قواء احساس سے محسوس ہو سکتی ہے جزو لاتقسیم کو اصطلاح میں پرمانو (ذرہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے جزو اصغر ہوتے ہیں کہ جن کی آگے تقسیم نہیں ہو سکتی۔ وہ قوت احساس کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں۔ اور آکاش میں موجود رہتے ہیں۔

اسی طرح جو شئے آگ میں ڈالی جاتی ہے اس کے اجزاء جدا جدا ہو کر دور دور مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر وہ معدوم ہرگز نہیں ہوتے۔ بدبو وغیرہ خرابیوں کو دور کرنے والی جو جو خوشبودار چیزیں ہوتی ہیں ان کا آگ میں ہوم کرنے سے ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی

ہوتی ہے اور ان کے صاف اور پاک ہونے سے دنیا کا بڑا بھاری فائدہ اور بہبودی ہوتی ہے اس لئے یگیہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سوال۔ اگر یگیہ کرنے سے یہی غرض ہو کہ بارش کا پانی صاف ہو جاوے تو یہ بات گھروں میں (عطر وغیرہ) خوشبودار چیزوں کے رکھنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے پھر اتنے جھگڑے سے کیا فائدہ؟

جواب۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے سے خراب ہوا ہلکی ہو کر آکاش میں نہیں چڑھتی۔ کیونکہ اس سے نہ ہوا کے جزو الگ الگ ہوتے ہیں اور نہ وہ ہلکی ہوتی ہے اور جب تک وہ (کثیف) ہوا قائم رہتی ہے باہر کی ہوا اس کی جگہ دخل نہیں پا سکتی۔ کیونکہ اس کے سمانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس صورت میں خوشبودار اور بدبودار دونوں ہواؤں کے ملے ہوئے موجود رہنے سے صحت و تندرستی وغیرہ عمدہ نتائج کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ مگر جب گھر میں آگ کے اندر خوشبو دار وغیرہ چیزوں کا ہوم کرتے ہیں تو حرارت کے ذریعہ سے کثیف ہوا کے جزو الگ الگ اور لطیف ہو کر اوپر آکاش میں چڑھ جاتے ہیں اور جب خراب ہوا نکل جاتی ہے۔ تو وہاں خلا ہو جانے سے چاروں طرف کی صاف ہوا اس کی جگہ آ گھیرتی ہے۔ اور تمام گھر کے آکاش میں بھر جاتی ہے اور اس سے حفظان صحت و تندرستی وغیرہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے ہیں۔ ہوم کرنے سے جو خوشبودار چیزوں کے ذروں سے ملی ہوئی ہوا اوپر چڑھتی ہے۔ وہ بارش کے پانی کو پاک صاف کرتی ہے اور اس سے بارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر اس کے ذریعہ سے پودے وغیرہ بھی نوبت بنوبت عمدہ اور بے روگ ہو کر دنیا میں بالیقین بڑے بھاری سکھ کو بڑھاتے ہیں۔ آگ کے تعلق کے بغیر محض خوشبودار (عطر وغیرہ) کی ہوا (یا مہک) سے یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یقین جاننا چاہیئے کہ ہوم کرنا ہی عمدہ ہے۔

اور لیجئے۔ جب کوئی شخص کہیں دور مقام پر آگ کے اندر خوشبودار چیزوں کا ہوم کرتا ہے۔ تو اس کی مہک سے بسی ہوئی ہوا اس مقام سے دور دور کے لوگوں کی ناک میں پہنچتی ہے۔ جس سے وہ جھٹ جان لیتے ہیں کہ یہاں خوشبو آتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہوا کے ساتھ خوشبودار اور بدبودار ذرے (درویہ) بھی اڑتے پھرتے ہیں مگر جب کوئی شخص (اس مقام) سے بہت دور چلا جاتا ہے تو پھر اس کی ناک میں خوشبو نہیں آتی۔ اس وقت معمولی عقل (بال بدھی) کے انسان کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اب خوشبو نہیں رہی۔ حالانکہ

بات یہ ہوتی ہے کہ اس ہوم کی ہوئی چیز کے ذرے جدا جدا ہو کر ہوا میں مل جاتے ہیں اور خوشبودار چیزوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے اس کا علم یا احساس نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ ہوم کرنے کے اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں۔ جن کو عقلمند لوگ غور سے سوچنے پر خود معلوم کر سکتے ہیں۔"

سوال۔ اگر ہوم کرنے سے یہی فائدہ ہے تو وہ صرف ہوم کر لینے سے حاصل ہو سکتا ہے پھر ہوم میں وید کے منتر کیوں پڑھتے ہیں؟

جواب۔ اس کا کچھ اور ہی مطلب ہے۔

سوال۔ وہ کیا؟

جواب۔ جس طرح ہاتھ سے ہوم کرتے ہیں' آنکھ سے دیکھتے ہیں' جلد سے چھوتے ہیں' اسی طرح زبان سے بھی وید منتر پڑھتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے ایشور کی ستتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اپاسنا (عبادت) کرتے ہیں۔ ان سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ ہوم کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ بار بار منتروں کا ورد ہونے سے وہ حفظ بھی رہتے ہیں اور ساتھ ہی وجوب ایشور کا خیال رہتا ہے اس کے علاوہ یہ ہدایت بھی ہے کہ سب کاموں کے شروع سے سراسر ایشور کی پرارتھنا ہوتی ہے۔

سوال۔ اگر وید کے منتر پڑھنے کی بجائے کسی اور عبادت کو اس جگہ پڑھیں۔ تو اس میں کیا عیب ہے؟

جواب۔ اگر کسی اور عبادت کو پڑھا جاوے تو اس سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس صورت میں ایشور کے الہامی کلام سے محرومی اور مطلق و بے مثال راستی سے جدائی ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ جہاں کہیں کچھ بھی سچائی پائی جاتی ہے وہ سب وید ہی سے نکلی ہے اور جس قدر جھوٹ ہے۔ وہ سب ایشور کے کلام سے خارج اور وید سے باہر ہے۔ اسی لئے منوسمرتی میں کہا ہے کہ :

"اے پربھو (9) (منو)! تمام علوم کو بیان کرنے والے' دقیق' احاطہ تصور سے باہر' بے پایاں اور غیر متناہی ویدوں (سو ییمبھو) کے اصلی اور حقیقی معانی کو سمجھنے والے! آپ ایک ہی ہیں۔" (منو 3-1)

"چاروں ورن' تینوں لوک' جدا جدا چاروں آشرم اور ماضی' حال و مستقبل سب ویدوں سے ظاہر مشہور یا جاری ہوا ہے۔" (منوسمرتی۔ ادھیائے 2 شلوک 97)

"قدیم وید تمام جانداروں کی حفاظت اور پرورش کرتے ہیں اور چونکہ وہ تمام مخلوقات کے لئے (نجات یا حصول مرادات کا) ایک وسیلہ یا ذریعہ ہیں۔ اس لئے ان کو سب سے بڑا مانتے ہیں (ایضا"- شلوک 99)

سوال۔ کیا یگیہ کرنے کے لئے زمین کھود کر ویدی (10) (ہون کنڈ) بنانا اور پرنیتا (11) وغیرہ ظروف، کشا (گھاس) کے تنکے ہم پہنچانا، یگیہ شالا (ہون کا مکان) بنانا اور رتوجوں (ہون کرانے والوں) کا موجود ہونا یہ سب لازم ہیں؟

جواب۔ جو بات ضروری اور قرین عقل ہو اسی کا کرنا فرض ہے نہ کہ اس کا جو اس کے برعکس ہو۔ مثلاً زمین کھود کو ویدی رچنے کی یہ ضرورت ہے کہ ویدی میں ہوم کرنے سے ہوم کی ہوئی چیز آگ کی حرارت سے ذرے ذرے ہو کر آکاش میں چلی جاتی ہے۔ ویدی کی تمثیل سے مثلث، مربع، گول اور شکرے (شیین) وغیرہ کی شکل بنانے سے علم مساحت کی بھی مشق ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ویدی میں اینٹوں کی تعداد (مقررہ) ہونے کی وجہ سے علم حساب کا بھی کام پڑتا تھا۔ اسی طرح اور بھی سب چیزوں کا کچھ نہ کچھ (12) مقصد ہوتا ہے مگر یہ بات جو مشہور کی جاتی ہے کہ اس طرح پرنیتا رکھی جاوے توپن ہوتا ہے اور اس طرح رکھی جائے تو پاپ ہوتا ہے۔ محض بناوٹ اور جھوٹ ہے کیونکہ اس میں پاپ کی وجہ موجود نہیں ہے۔ جو چیزیں یگیہ کی تکمیل کے لئے ضروری اور قرین عقل ہوں۔ انہیں کو لینا چاہئے کیونکہ ان کو نہ لیا جاوے تو کام نہیں چل سکتا۔

سوال۔ یگیہ میں لفظ "دیوتا" سے کیا مراد ہوتی ہے؟

جواب۔ وہی جو وید مین بتائی ہے کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے وید منتروں کی طرف اشارہ ہے گایتری وغیرہ چھند (بحریں) ہیں۔ اور اگنی وغیرہ دیوتا کہے جاتے ہیں۔ منتروں میں کرم کانڈ وغیرہ کا طریق بتایا گیا ہے۔ مثلاً جس منتر میں اگنی کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے اس منتر کو اگنی دیوتا والا کہتے ہیں (یعنی اس منتر کا دیوتا یا مضمون اگنی ہے) چنانچہ ویدوں میں حسب ذیل دیوتا بیان کئے گئے ہیں۔

"اگنی، وات، سوریہ، چندرما، وسو، ردر، آدیتہ، مرت، وشویدیوا، برہسپتی، اندر اور ورن۔ یہ دیوتا ہیں۔" (یجروید۔ ادھیائے 14- منتر 20)

یعنی منتروں میں یہ لفظ دیوتا (مضمون) کہلاتے ہیں۔ کیونکہ منتر ان مضمونوں (ارتھ) کو دیوتن (بیان یا واضح) کرتے ہیں اور راستی شعار مطلق پرمیشور نے ان سنکیتوں (اشارات یا

مضامین) کو قائم کیا ہے۔

اس بارہ میں یاسک آچاریہ نرکت میں فرماتے ہیں کہ :-

"جس منتر میں جن اعمال یا رسوم (کرم) یعنی اگنی ہوتر سے لے کر اشومیدھ تک (تمام یگیوں) اور نیز سامان علم صنعت (شلپ ودیا) کے علم اور مشق کا بیان یا تعلق ہوتا ہے۔ اس منتر کو اسی دیوتا سے بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح جس سے نیک اعمال کا اعلیٰ نتیجہ (سمپتی) یعنی موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے اور پرمیشور سے وصال ہوتا ہے۔ اس کو بھی منتر یا منتر کا مضمون ماننا چاہئے۔" (نرکت۔ 1-2-)

"اب (یہ بحث ہے کہ) دیوت کسے کہتے ہیں؟ جس دیوتا کی خصوصیت کے ساتھ تعریف کی جاتی ہے اس کو دیوت کہتے ہیں۔ منتروں میں جو نام آتے ہیں اور جن کا مضمون ان میں بیان کیا جاتا ہے وہ سب دیوتا نامزد کئے جاتے ہیں (مثلاً یجروید۔ ادھیائے 22- منتر 1-) اگنم دوتم وغیرہ میں اگنی کا مضمون (لنگ) ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کو دیوتا کہتے ہیں وہ منتر کا مضمون ہوتا ہے یا منتر اس مضمون کا ہوتا ہے۔

پس جس جوہر (درویہ) کا نام چھند (منتر) میں آتا ہے وہی دیوت ہے دیوتاؤں کی پہچان وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی اور کچھ آگے بھی بیان کی جاتی ہے۔ علیم کل (تینوں زمانوں کا حال جاننے والا) رشی یعنی بصیر کل ایشور جس منشاء سے کسی دیوتا کو مضمون قرار دے کر اپدیش (ہدایت) کرتا ہوا (کسی چیز کی) تعریف کرتا ہے یعنی اس چیز کے گنوں کو بیان کرتا ہے وہ منتر اسی دیوتا (مضمون) کا ہوتا ہے۔ یعنی جس کے ذریعہ سے جو مضمون واضح اور روشن ہوتا ہے وہ منتر اسی دیوتا یا مضمون والا کہلاتا ہے۔ کسی دیوتا کے عنوان والی رچائیں' جن کے ذریعہ سے عالم تمام علوم حقیقی کو بیان ظاہر یا واضح کرتے ہیں۔ کیونکہ لفظ "رچا" رچ مصدر سے بنتا ہے۔ جس کے معنی ستتی (تعریف کرنا یا بیان کرنا ہیں) تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پروکشش کرتا' پرتیکش کرتا اور ادھیا تمیہ۔ جن رچاؤں کا دیوتا (مضمون) کوئی غیر محسوس چیز ہے ان کو پروکش کرتا کہتے ہیں اور جن کا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہے۔ ان کو پرتیکش کرتا دیوتا والی رچا کہتے ہیں۔ جو رچائیں' ادھیاتم (روحانی) مضمون کو بیان کرتی ہیں یعنی جن میں جیو آتما (روح انسان) جو سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنے والے پرمیشور کا بیان ہے وہ ادھیا تمیہ منتر کہلاتے ہیں۔ (نرکت۔ 7۔ کھنڈ 1)

الغرض کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے یہی مراد سمجھنی چاہئے۔

اب اس امر پر بحث کی جاتی ہے کہ جن منتروں کا دیوتا نہیں بتایا گیا۔ یعنی جن منتروں میں کسی خاص دیوتا کا نام یا مضمون نظر نہیں آتا تو ایسے منتروں میں دیوتا کی کیا پہچان ہے؟ جہاں کوئی خاص (دیوتا یا مضمون) نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ (13) کو دیوتا سمجھنا چاہئے یا یگیہ کے کسی انگ (جزو) کو یگیہ کے عالم (یاگیک) ایسا مانتے ہیں کہ جو منتر یگیہ کے سوائے کسی اور جگہ کارآمد ہوتے ہیں وہ منتر پراجاپتیہ یعنی پرمیشور دیوتا (مضمون) والے ہوتے ہیں۔ مگر اس بارہ میں دو رائیں ہیں۔ چنانچہ سیرکت (اہل لغت) کہتے ہیں کہ ایسے منتروں کا مضمون نارا شنسی یعنی انسان ہوتا ہے اور جو منتر کسی خواہش یا مراد کا مضمون رکھتے ہیں۔ وہ کام دیوتا یعنی مرادات کے مضمون والے ہوتے ہیں ان مرادوں یا خواہشوں کو دنیا کے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ الغرض اس طرح دیوتا کے متعلق دنیا میں بہت سی رائیں مشہور ہیں۔ کہیں دیو یعنی ایشور دیوتا (مضمون) ہوتا ہے کہیں کرم (عمل) کہیں ماتا (ماں) کہیں وِدوان (عالم) کہیں اتتھی (گھر آیا مہمان یا سادھو) کہیں پتا (باپ) یعنی یہ سب راستی شعار اور تعظیم کے لائق ہوتے ہیں اور ان میں دنیا کی بہبودی اور بھلائی (اپکار) کرنا ہی دیوتا پن ہے۔ منتر خصوصاً یگیہ کی تکمیل کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بالیقین وہ یاگیہ دیوتا یعنی یگیہ کے مضمون والے ہیں۔ (نرکت ادھیائے 7- کھنڈ 4)

یہاں گایتری وغیرہ چھندوں (بحروں) والے منتروں کے دیوتا کرم کانڈ کے لحاظ سے یہ گنائے گئے ہیں ایشور آگیا (حکم الٰہی) یگیہ۔ یگیہ کاانگ (جزو) پرجاپتی (پرمیشور) نر (انسان) کام (مرادات و خواہشات) وِدوان (عالم) اتتھی (گھر آیا مہمان یا سادھو) ماتا (ماں) پتا (باپ) آچاریہ (استاد)۔

مگر یاگیہ دیووت (یعنی عالمان یگیہ کی رائے میں) منتر اور ایشور یہی دو دیوتا ہیں۔

"دیو' وان" بمعنی خیرات "دیپن" بمعنی روشنی یا "دیوتن" بمعنی وضاحت سے بنتا ہے اور وہ دیو ستھان۔" (چشمہ نور) کے معنی بھی رکھتا ہے۔ (نرکت ادھیائے 7- کھنڈ 15)

"منتر منن" بمعنی وچار یا غور کرنے سے اور چھند "چھاون" بمعنی ڈھانپنے یا حفاظت کرنے وغیرہ سے بنتا ہے۔" (نرکت ادھیائے 7- کھنڈ 12)

کسی چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے دوسرے کی ملکیت میں دینا دان کہلاتا ہے۔ دیپن پرکاش یا روشن کرنے کو کہتے ہیں اور دیوتن اپدیش (بیان یا تشریح وغیرہ) کو کہتے ہیں۔ اس لئے یہاں لفظ دان سے ایشور' عالم اور انسان بھی دیوتا کی اصطلاح میں آ جاتے ہیں اور

دیپن سے سورج وغیرہ اور دیوتن سے ماں۔ باپ۔ استاد اور اتتھی بھی دیوتا ہیں۔ دیو یعنی سورج کی کرنیں پران (انفاس) اور سورج وغیرہ جس کا جائے قیام ہوں۔ اس کو دیو ستھان کہتے ہیں۔ اور چونکہ پرمیشور روشن کرنے والی چیزوں کو بھی منور کرتا ہے۔ اس لئے اصلی دیو اسی کو سمجھنا چاہئے۔ اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"وہاں (اس پرمیشور کے سامنے) نہ سورج روشنی دیتا ہے اور نہ چاند اور نہ تارے' نہ یہ بجلی چمک سکتی ہے اور آگ کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ اسی کے نور سے سب ضیا پاتے ہیں۔ اسی کے نور سے سب روشن ہیں (کٹھ اپنشد ولی 5 منتر 15) یعنی یہ (سورج' چاند' بجلی وغیرہ) بذات خود منور یا روشن نہیں ہیں۔ (بلکہ اس پرمیشور کی تجلی سے روشن ہیں) اس لئے مقدم دیوتا ایک پرمیشور ہی ہے اور اسی کو معبود سمجھنا چاہئے۔

"اس (پرمیشور) کو جو پہلے ہی سے سب جگہ موجود ہے دیو نہیں پا سکتے۔ (یجروید- ادھیائے 40 منتر 4) اس منتر میں لفظ "دیو سے من" (دل) اور کان وغیرہ پانچ اندریاں (قواء احساس) یہ چھ مراد ہیں۔ چونکہ ان سے آواز' ملمس' شکل' ذائقہ اور سچ اور جھوٹ کا علم یا احساس ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی دیو ہیں۔ جسے دیو کہتے ہیں وہی دیوتا کہلاتا ہے۔ لفظ " دیوتا" "دیولت تل" سوتر سے اپنے ذاتی یا اسی معنی میں علامت "تل" کے ایزاد کرنے سے بنتا ہے۔

کسی چیز کے گن فائدے' ہنر یا خوبی اور ودش (نقصان- عیب یا نقص) کو بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے یعنی جس چیز میں جو گن یا دوش ہوں۔ ان کو ہو بہو اسی طرح بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے۔ مثلاً "یہ تلوار ہاتھ چھوڑنے پر گہری کاٹ کرتی ہے اس کی دھار تیز ہے (لوہا) جوہر دار ہے کمان کی طرح موڑنے سے بھی نہیں ٹوٹتی" اس طرح گنوں کو بیان کرنا ستتی ہے۔ اس کے خلاف یہ کہنا کہ یہ تلوار ایسا کام نہیں کر سکتی یہ بھی تلوار کی ستتی ہے اسی طرح اور سلسلہ بھی سمجھنا چاہئے۔ مگر یہ نیم (اصول) کرم کانڈ ہی میں ہے۔ اپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ اور نیز کرم کانڈ سے نشکام (بیغرض) حصہ میں پرمیشور ہی معبود ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں ... ملنے کی پرارتھنا (استدعا) کی جاتی ہے اور (کرم کانڈ کا) جس قدر سکام (غرض آلودہ) ... ہے اس سے حصول سامان دنیوی (بھوگ) مقصود ہوتا ہے۔ اس کے لئے بھی پرمیشور ہی سے استدعا کی جاتی ہے۔ ان دونوں میں بس اتنا ہی فرق ہے ورنہ ایشور کے بغیر کہیں ... نہیں ہے۔ الغرض وید کا مقصد یہی ہے۔

"جس قدر دیوتا سرانجام کار کے لئے مفید یا کارآمد ہیں۔ ان میں سے "آتما" مقدم اور افضل دیوتا ہے۔ کیونکہ آتما قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ اس کے سامنے اور کسی دیوتا کی حقیقت نہیں تمام ویدوں میں ایک ہی بے عدیل آتما کی جو کسی دوسرے کی مدد کی محتاج نہیں اور جو سب جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے ہر طرح سے اپاسنا (عبادت) کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور جس قدر دیوتا بتائے گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائیں گے وہ سب اسی ایک آتما یعنی پرمیشور کے پرتی انگ (مظہرات جزو قدرت) ہیں کیونکہ وہ اس کے ایک ایک انگ (قدرت کے جزو) کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی ان سے اس کی قدرت کے ایک جزو کا ظہور ہوتا ہے چونکہ وہ فعل سے ظاہر ہوتے ہیں اس لئے ان کو "کرم جنمان" کہتے ہیں اور اس آتما یعنی ایشور کی قدرت سے ظہور پانے کی وجہ سے ان کا نام "آتم جنمان" بھی ہے۔ ان دیوتاؤں کا قیام (رتھ = رمن یا ٹھیرنے کی جگہ) آتما یعنی پرمیشور ہے وہی ایشور ان کے ظہور کا باعث (اشو = آگمن یعنی آنے کا ہیتو یا ذریعہ) ہے۔ اور وہی فتح کرانے والا (آیدھ) اور وہی دکھوں کو فنا کرنے والا (اشو) ہے الغرض سب دیوتاؤں کا دار و مدار اسی پر ہے۔" (نرکت ادھیائے 7- کھنڈ 4)

وہی تمام دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا اور وہی ان کو قائم رکھنے والا منتظم کل اور سب کو (مکتی کا) آنند عطا کرنے والا ہے۔ بالیقین کوئی بھی اس سے برتر اور اعلیٰ نہیں ہے۔

اس بارہ میں اور بھی حوالے درج کئے جاتے ہیں:

جو تینتیس دیوتا یگیہ میں قائم (یا کارآمد) ہوتے ہیں وہ (بذریعہ اگنی دوت = قاصد حرارت) اپنا اپنا بھاگ (حصہ) لے کر ہمیں دگنا (پھل یا نتیجہ) دیں۔ یعنی ہوم کے ذریعہ سے جو مقوی و دافع مرض ادویات آکاش کے اندر ہوا اور پانی وغیرہ دیوتاؤں کو پہنچائی جاتی ہیں۔ ان کے عوض میں دیوتا عمدہ تاثیر والی بارش کے ذریعہ سے ہماری دولت و غلہ کے ذخیرہ کو ترقی بخشیں۔" (رگ 6- 2- 35- 1)

"تمام مخلوقات کے محافظ، جملہ کائنات کے حاکم اور سب کو قائم رکھنے والے پرماتما نے تمام موجودات کو تینتیس (دیوتاؤں) پر منقسم کر کے قابو میں کر رکھا ہے۔" (یجروید- ادھیائے 14- منتر 31)

اس پرماتما کا خزانہ قدرت (ندھی) تینتیس دیوتاؤں سے محفوظ یا ان میں قائم ہے۔ پرماتما کے اس خزینہ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں۔ کون جان سکتا ہے؟

(ارتھرو- 10- 23- 4- 23)

تینتیس دیوتا اس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں یا اس کی قدرت کے جزوی مظہرات ہیں جو لوگ اس برھم یعنی وید یا ہیئت کل ایشور کو پہچاننے میں ہی ان 33 دیوتاؤں کو جانتے ہیں اور ان کو اسی ایک برھم کے سہارے قائم مانتے ہیں۔"

(اتھرو 10- 23- 4- 23)

ان منتروں کی اصلی تفسیر براہمنوں میں دیکھنی چاہیے۔

یاگیہ و لکیہ جی شاکلیہ رشی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ :-

(تمام کائنات کی تقسیم 33 دیوتاؤں پر معہ نام و تفصیل)

33 دیوتا ہوتے ہیں یعنی 8 وسو۔ 11 رودر۔ 12 آدیتہ۔ 1 اندر اور 1 پرجاپتی۔ ان میں سے 8 وسویہ ہیں :- اگنی (اجرام فلکی) پرتھوی (زمین وغیرہ سیارے) وایو (کرہ ہوائی) انترکش (خلا بالائے زمین) آدتیہ (آفتاب ہائے) دیو (آکاش کی شعاعیں) چندرما (چاند وغیرہ چھوٹے سیارے جو بڑے سیاروں کے گرد پھرتے ہیں۔ **تکشتر** (ثوابت یا ستارے) ان آٹھوں کی اصلاح وسو ہے۔ آدیتہ سے کرہ آفتاب (سوریہ لوک) مراد ہے۔ دیو وہ رشی یا شعاعیں ہیں جو سورج کے قریب یا زمین وغیرہ پر پائی جاتی ہیں۔ اگنی سے اجرام گرم (اگنی لوک) مراد ہیں۔ ان سب کو وسو اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں یہ گنج کائنات یعنی کل موجودات ظاہری محفوظ اور قائم ہے اور تمام مخلوقات کی قیامگاہ یا مسکن یہی لوک (مقامات) ہیں چونکہ تمام دنیا ان میں بستی ہے اور وہ سب کی قیامگاہ یا مسکن ہیں۔ اس لئے ان اگنی وغیرہ آٹھ چیزوں کا نام وسو (14) ہے۔

رودر گیارہ ہیں جو انسان کے جسم میں موجود ہیں یعنی دس پران (15) (جو حسب ذیل ہیں)

1- پران (وہ نفس یا قوت جو سانس لینے کے وقت ہوا کو **پھیپھڑوں** سے باہر نکالتی ہے۔)

2- اپان (وہ نفس یا قوت جو سانس لینے کے وقت ہوا کو باہر سے اندر کی طرف حرکت دیتی ہے)

3- سمان (وہ نفس یا قوت جس کے ذریعہ سے خون دل سے شروع کر کے تمام جسم کے اندر دورہ کرتا ہے۔)

4- اوان (وہ نفس یا قوت جس سے کھانا پینا حلق کے نیچے کی طرف کھینچتا ہے)
5- دیان (وہ نفس یا قوت جس سے جسم کے اندر تمام حرکات پیدا ہوتی ہیں)
6- ناگ (وہ نفس یا قوت جس سے ڈکار آتی ہے)
7- کورم (وہ نفس یا قوت جس سے آنکھ کی پلکیں کھلتی یا مندتی ہیں)
8- کرکل (وہ نفس یا قوت جس سے جھمائی آتی ہے)
9- دیودت (وہ نفس یا قوت جس سے بھوک لگتی ہے)
10- **دھننجے** (وہ نفس یا قوت جو اخیر وقت تک جسم میں رہتی ہے اور جس سے مردے کا جسم پھول جاتا ہے۔) یہ دس پران اور گیارھویں آسا مل کر کل گیارہ رودر ہوتے ہیں۔ ان کو رودر اس لئے کہتے ہیں کہ جب یہ اس جسم فانی کو چھوڑتے ہیں تو اس وقت اس مرنے والے کے رشتہ دار ہوتے ہیں اور چونکہ اس (خاندان) میں رودن (رونا) ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کا نام رودر ہے۔

آدیتہ بارہ ہیں۔ یعنی چیتر سے لے کر ویشاکھ۔ جیشٹھ۔ آشاڑھ۔ شراون' بھادرپد۔ اشون۔ کارتک۔ مارگشیرش۔ پوش۔ ماگھ اور پھاگن تک بارہ مہینوں کا نام آدیتہ ہے۔

ان کا نام آدیتہ اس لئے ہے کہ یہ تمام دنیا (کی عمر) کو گھٹاتے ہیں۔ یعنی ہر طرف سے سب کو (آدوان) اپنے قابو میں کرتے جاتے ہیں جو چیز پیدا ہوئی ہے یہ ہر لمحہ (کشن) اس کی عمر کو گھٹاتے اور زوال کو قریب تر لاتے ہیں۔ مہینے ہمیشہ چکر کی طرح گھومتے رہتے ہیں اور آہستہ آہستہ کائنات حوادث کی فنا اور زوال کو قریب تر لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام آدیتہ ہے۔

اندر' اعلیٰ قوت ہونے کی وجہ سے پھیلنے والی محیط عالم بجلی کا نام ہے۔ پرجاپتی' یگیہ اور پشو (انسان کو فائدہ پہنچانے والے حیوانات) کو کہتے ہیں۔ چونکہ یگیہ اور حیوانات (پشو) مخلوقات کی پرورش کے باعث ہیں۔ اس لئے ان میں اس صفت کے موجود ہونے سے ان کا نام پرجاپتی رکھا گیا ہے۔

یہ سب مل کر تینتیس دیوتا ہوتے ہیں۔ چونکہ نرکت کے مطابق لفظ "دیو" دان وغیرہ سے نکلتا ہے اس لئے ان میں بھی کاروبار دنیوی کے سرانجام دینے کی صفت ہونے سے دیوتا پن سمجھنا چاہئے۔

شاکلیہ۔ تین دیوتا کون سے ہیں؟

یاگیہ و لکیہ۔ تین لوک تین دیوتا ہیں۔ نرکت کا مصنف اس کی تفصیل اس طرح کرتا ہے کہ "تین دھام یا لوک یہ ہیں :- (ستھان مکان' نام' جنم و پیدائش) (نرکت ادھیائے 9)

اس کے علاوہ تین لوک اس طرح بھی گنائے جاتے ہیں کہ "یہ لوک (کرہ ارضی) بمنزلہ واک (کرہ آفتاب) پران (نفس) ہے۔" (شت پتھ براہمن کانڈ 14- ادھیائے 4) اس طرح زبان' دل اور نفس بھی تین دیوتا سمجھنے چاہئیں۔

شاکلیہ۔ دو دیوتا کون سے ہیں؟

یاگیہ و لکیہ۔ ان (اشیاء فانی) اور پران (اشیاء غیر فانی)

شاکلیہ۔ ادھیردھ دیوتا کون سا ہے؟

یاگیہ و لکیہ۔ ادھیردھ دیوتا وایو (ہوا) ہے جو تمام کائنات (برہمانڈ) میں موجود ہے۔ اور تمام دنیا کو بڑھانے والی (اور قائم رکھنے والی) ہے۔ اس کا نام سوتر آتما بھی ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ سب دیوتا اپاسنا (عبادت) کے لائق ہیں۔ کیونکہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ (جیسا کہ اگلے سوال اور اس کے جواب سے واضح ہو گا)

شاکلیہ۔ ایک دیوتا کون ہے؟

یاگیہ و لکیہ۔ "جو تمام کائنات کا بنانے والا' قادر مطلق' سب کا مطلوب و معبود' سب کو قائم رکھنے والا' محیط کل' مسبب الاسباب' ازلی' ہست مطلق' عین علم و عین راحت' غیر مولود و عادل وغیرہ صفات سے موصوف برھم ہے' وہی ایک پرمیشور' **چونتیسواں** دیوتا ہے جس کا وید کے سدھانت (اصول) نشان دیتے ہیں۔ وہی کل نوع انسان کا معبود ہے۔" شت پتھ براہمن کانڈ 14- پرپاٹھک 6)

(آریہ خدا پرست ہوتے تھے)

جو وید میں بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے آریہ ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اسی ایشور کی اپاسنا (عبادت) کرتے آئے ہیں' اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جو اسے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مطلوب یا معبود سمجھتا ہے وہ بالیقین آریہ نہیں ہے۔ اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ "آتما" (پرمیشور) ہی کی اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے۔ اور جو یہ کہے کہ پرمیشور کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرنی چاہئے اس کو پیار سے یہ جواب دینا چاہئے کہ تو دکھ میں پڑ کر روئے گا۔ ایشور کرے۔ کہ تو پرماتما ہی کی اپاسنا کرے۔ کیونکہ جو اس پرماتما کو پیارا جان کر اپاسنا کرتا ہے۔ اس کا کچھ برا نہیں ہوتا نہ

اسے دکھ ہوتا ہے۔ اور جو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے دیوتا کی اپاسنا کرتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا۔ عالموں کے درمیان ایسا شخص بمنزلہ حیوان ہے۔"

اس آریہ اتہاس (یعنی آریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور کو چھوڑ کر دوسرے کی اپاسنا کرنے والے آریہ نہیں کہلاتے تھے۔)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ لفظ "دیو" "دو" مصدر سے نکلا ہے۔ جس کے دس معنی ہوتے ہیں یعنی (1) کریڑا (کھیلنا یا خوشی کرنا) (2) و جگیشا (بدوں کے مغلوب کرنے کی خواہش ہونا) (3) دیوہار (کاروبار کرنا) (4) دیوتی (روشن کرنا) (5) ستتی (تعریف کرنا) (6) مود (خوش ہونا یا مسرور ہونا) (7) مد (عاجز ہونا یا کانپنا) (8) سوپن (سونا) (9) کانتی (شوبھا یعنی جمال) (10) گتی (حرکت کرنا۔ جاننا۔ حاصل کرنا یا موجود ہونا)۔

ان معنوں کا دونوں صورتوں میں (یعنی مظہرات قدرت اور ایشور دونوں پر) اطلاق ہو سکتا ہے مگر (پرمیشور کو چھوڑ کر) باقی سب دیوتا پرمیشور کی قدرت سے ظاہر یا روشن ہوتے ہیں اور پرمیشور خود منور بالذات ہے۔

مذکورہ بالا معنوں میں سے کھیلنا' بدوں پر غالب ہونے کی خواہش' سرانجام کاروبار' سونا اور عاجز ہونا یا کانپنا اتنے معنی دنیوی کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا سرانجام اگنی (آگ) وغیرہ دیوتاؤں سے ہوتا ہے۔ مگر یہاں بھی پرمیشور کے بغیر کسی طرح چارہ نہیں۔ کیونکہ اخیر میں سب کے ساتھ اسی کا تعلق ہے۔ وہی سب کا پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اسی طرح روشن کرنا' تعریف کرنا یا گنوں کو بیان کرنا یا گنوں کو پیدا کرنا' مسرور ہونا اور جمال' حرکت' علم اور موجود ہونا' اتنے معنی خصوصیت سے پرمیشور کے لئے موزوں ہیں۔ اور اس کے علاوہ اور چیزوں ...... میں بھی اسی کی ذات یا وجود سے پائے جاتے ہیں۔ اس طرح مقدم و غیر مقدم ہر دو طرح سے دونوں (یعنی مظہرات قدرت اور پرمیشور) میں دیوتا پن بخوبی ظاہر و ثابت ہے۔

سوال۔ ویدوں میں جڑ (غیر ذی شعور) اور چیتن (ذی شعور) دونوں کی پوجا (پرستش) کا ذکر ہونے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ وید شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

جواب۔ ایسا شک نہیں کرنا چاہئے۔ ایشور نے ہر چیز میں (فعل یا حرکت کی) قدرتی طاقت رکھی ہے جس کے استعمال کرنے میں وہ آزاد (سوتنتر) ہے۔ مثلاً ایشور نے آنکھ میں شکل محسوس کرنے کی طاقت رکھتی ہے اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ آنکھ والا ہی دیکھتا ہے اور

اندھا نہیں دیکھ سکتا۔ اب اس پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایشور آنکھ اور سورج وغیرہ کے بغیر کیوں نہیں دکھلا سکتا؟ تو جس طرح یہ اعتراض فضول ہے۔ اسی طرح (جڑ کی پوجا کا) شک بھی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ پوجن یا پوجا کے معنی ستکار (ادب) پریہ آچرن (نیک چلن) انکول آچرن (پابندی یا فرمانبرداری) وغیرہ ہیں اس معنی میں سب انسان آنکھ سے بھی پوجا یعنی حکم الٰہی کی تکمیل کرتے ہیں۔ اسی طرح آگ وغیرہ بھی جس قدر چیزوں کو روشن کرنے کا گن یا تجربات علمی کی کارآمد (l6) باتیں ہیں' اتنے حصہ میں اس کو دیوتا مانا جائے تو کچھ بھی ہرج نہیں ہے کیونکہ جہاں جہاں ویدوں میں اپاسنا (عبادت) کرنے کی ہدایت ہے وہاں وہاں دیوتا سے ایشور ہی مراد ہے۔

اس بارہ میں بھی دو رائیں ہیں کیونکہ دیوتاؤں کی دو قسمیں ہیں۔ دگرہ دت (مجسم) اور اوگرہ دت (غیر مجسم) ان دونوں کی تفصیل اوپر آ چکی ہے۔ آگے اور بھی لکھی جاتی ہے۔ مثلاً تیتریہ اپنشد میں پانچ دیوتاؤں کی پوجا ہر انسان پر واجب بتائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"ماں' باپ' آچاریہ (استاد) اتتھی (گھر آئے سادھو یا مہمان) کو دیوتا سمجھو۔" (تیتریہ 11-7)

یہ چار مجسم دیوتا ہیں اور پانچواں برھم بالکل غیر مجسم ہے۔ (چنانچہ اسی اپنشد کے شروع میں لکھا ہے کہ)

"تو ظاہر برھم ہے' میں تجھے بالیقین ظاہر برھم کہوں گا۔" (تیتریہ اپنشد۔ پرپاٹھک 1۔ انوواک 1)

اسی طرح مذکورہ بالا دیوتاؤں میں اگنی' پرتھوی' آدتیہ' چندرما اور نکشتر یہ پانچ وسو مجسم ہیں۔ اور گیارہ رودر۔ بارہ آدتیہ (مہینے) پانچ اندریاں (قواء احساس) اور چھٹا من (دل) وایو (ہوا) انترکش (خلا بالائے زمین) دیو (آکاش کی شعاعیں) اور منتر (ہدایت الٰہی مندرجہ وید) غیر مجسم ہیں اور بجلی اور ودھی یگیہ مجسم اور غیر مجسم دونوں ہیں۔ اس طرح مجسم و غیر مجسم کی تفریق سے دیوتاؤں کی دو قسمیں ہیں۔ ان کاروبار دنیوی کے سرانجام کے لئے مفید کارآمد ہونا ہی دیوتا پن سمجھنا چاہئے۔ ماں' باپ' آچاریہ اور اتتھی میں بھی سرانجام کاروبار دنیوی میں فیض رساں ہونا اور مقصد اعلیٰ (پرمارتھ۔ نجات) کا (ہادی) ہونا ہی دیوتا پن ہے۔ مگر پرمیشور سب کا مطلوب اور فیض رساں کل ہونے سے سب کا معبود (اپاسیہ) ہے اس لئے اس بات کو یقین ماننا چاہئے کہ اس کے علاوہ اور کسی دیوتا کی پوجا یا اپاسنا (پرستش

یا عبادت) ویدوں میں نہیں بتائی ہے۔

اس زمانہ کے بعض آریوں (ہندوؤں) اور اہل یورپ نے لکھا ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ویدوں میں مادی (بھوتک) دیوتاؤں کی پوجا لکھی ہے۔ یہ بات اور بھی زیادہ زبوں اور جھوٹ ہے بعض اہل یورپ کہتے ہیں کہ اول آریہ لوگ عناصر پرست تھے۔ پھر عناصر کو پوجتے پوجتے بہت زمانہ کے بعد پرماتما کو معبود سمجھنے لگے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے لے کر اندر' ورن' اگنی وغیرہ مختلف ناموں سے ہدایت وید کے مطابق اسی ایک ایشور کی اپاسنا (عبادت) کرتے چلے آئے ہیں۔ اس امر کے ثبوت میں کہ زمانہ قدیم سے آریہ لوگ پرمیشور ہی کی عبادت و پرستش کرتے چلے آئے ہیں نہ کہ کسی اور شئے کی حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

1- رگ وید کے سب سے پہلے منتر میں اگنی پرمیشور کا نام ہے اس کی تفسیر میں ہم نے 2- رگ وید منڈل 1- سوکت 164- منتر 46 (17) کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں اندر' متر' ورن' اگنی' دویہ' سپرن' گرتمان' یم اور ماتر شوا پرمیشور کے نام بتائے ہیں۔ اسی جگہ لفظ اگنی کی لغت لکھتے ہوئے شت پتھ براہمن پرپاٹھک 1- براہمن 2- کانڈ 3- کنڈکا 2 کے حوالے سے اگنی کے معنی مہاں آتما (پرمیشور) کے ہیں پھر اسی مقام پر 4- یجر وید۔ ادھیائے 32 منتر 1 کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں اگنی' آدیتہ' وایو' چندرما' شکر' برھم اپ اور پرجاپتی پرمیشور کے نام بتلائے ہیں۔

(مندرجہ ذیل منتروں میں بھی پرمیشور کا بیان ہے)

5- رگ وید اشٹک 1- ادھیائے 6- ورگ 15- منتر 5-

(ترجمہ کے لئے دیکھو برھم ودیا کا مضمون) (18)

6- لغایت 14- رگ وید اشٹک 8- ادھیائے 7 ورگ 3- منتر 1 (19) تا 9

15- لغایت 16- یجر وید۔ ادھیائے 32- منتر 9 (20) اور 10

17- یجروید۔ ادھیائے 32 منتر 11 (ترجمہ کے لئے دیکھو برھم ودیا کا مضمون)

18- لغایت 22- یجروید۔ ادھیائے 31- منتر (21) 18- ادھیائے 40- منتر 5 و ادھیائے 17- منتر 17 تا 19- 23 و 24- سام وید' اتر' آرچک پرپاٹھک 1- پرتھم آردھ سوکت 11- منتر 1 و 2

25- لغایت 31- رگ وید۔ اشٹک 8- ادھیائے 7- ورگ 17- منتر الغایت 32 و 33- 7-

(ترجمہ کے لئے دیکھو پیدائش عالم کا مضمون) (22) **اتھروید کانڈ 10- انوواک 4- منتر 8 و 12 وغیرہ**

ان منتروں میں سے بعض کا ترجمہ پہلے کر چکے ہیں۔ اور بعض کا آگے کیا جائے گا یہاں موقع نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ نہیں کیا۔

اپنشدوں میں تقریباً تمام پرمیشور ہی کا بیان ہے۔ یہاں صرف چند منتروں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

34 **لغایت** 38- کٹھ اپنشد ولی 2- منتر 20- اور ولی 3- منتر 15- اور ولی 4 منتر 10- اور ولی 5- منتر 12 و 13

39 و 40- منڈک اپنشد۔ منڈک 2- کھنڈ 1- منتر 2- اور منڈک 2- کھنڈ 2 منتر 7-

41- مانڈوکیہ اپنشد منتر 7

42- تیتریہ۔ اپنشد برھمانند ولی انوواک 1

43 و 44- چھاند وگیہ اپنشد پرپاٹھک 7- کھنڈ 23 سالم و کھنڈ 24 کا منتر 1-

جس پرمیشور کو ویدوں میں ایشان وغیرہ صفات سے اور اپنشدوں میں لطیف سے لطیف اور غیر فانی وغیرہ صفات سے بیان کیا ہے۔ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک اسی کو مانتے اور اسی کی عبادت (اپاسنا) کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے ہم یقین کرتے ہیں کہ پربرہم پرمیشور کو عیاں و بیاں کرنے والے مذکورہ بالا حوالوں کے موجود ہونے پر پروفیسر میکسمیولر کا یہ کہنا کہ پہلے آریہ لوگوں کو ایشور کا گیان نہیں تھا۔ مگر بعد میں بتدریج گیان ہو گیا۔ راستی شعار، نیک لوگوں کی نظر میں سچ نہیں ٹھہر سکتا۔

پروفیسر میکس میولر باشندہ ملک جرمنی نے اپنی کتاب موسومہ "سنسکرت ساہتیہ" (سنسکرت کے علم و ادب کی تاریخ) میں ہرنیہ گربھ سمورت تاگرے (23) الخ منتر کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ منتر نیا ہے اور (وید کا حصہ) چھند سے متعلق ہے۔" یہ بات بھی کسی طرح عقل میں نہیں آتی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ویدوں کے دو حصے ہیں۔ ایک چھند اور دوسرا منتر اس میں سے چھند وہ اسے بتاتے ہیں کہ جس میں ایسی معمولی باتیں بیان کی گئی ہوں جو بلند عقل یا اعلیٰ فکر کا نتیجہ نہ ہوں اور جن میں خیالات کی بلند پروازی اور صنعت (24) نہ پائی جاوے۔ یعنی کچھ ایسی باتیں ہوں کہ جیسے کسی جاہل کے منہ سے کوئی اٹکل پچو بات نکل پڑی ہو۔ ان کے خیال میں اس حصہ کو بنے غایت درجہ 3100 برس اور

منتروں کی تصنیف کو 2900 برس ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس امر کے حوالہ میں وہ منتر پیش کرتے ہیں "اگنی پوروے بھر رشی بھر ریڈیو نو **تننہزافت** (25) الخ" ان کا یہ خیال بھی بے جا اور غلط ہے۔ کیونکہ انہیں لفظ "ہرینہ گربھ" (26) کے معنی کا علم نہیں ہے۔ اس لفظ کے معنی کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ ہرنیہ جیوتی کا نام ہے اور جیوتی امرت کو کہتے ہیں۔ اس لئے ہرنیہ امرت (نجات) کا نام ہے۔ (شت پتھ براہمن۔ کانڈ 6۔ ادھیائے 7)

"کیش کرنوں کو کہتے ہیں اور جو کیشوں والا ہو اسے کیشی کہتے ہیں۔ کیش کاش (چمکنے) اور پرکاش (روشن کرنے) سے بنتا ہے پس کیشی جیوتی کو کہتے ہیں۔" (نرکت ادھیائے 12۔ کھنڈ 25)

ہرنیہ لیش (نیک نامی یا ناموری) کا نام ہے (ایتتریہ براہمن' کانڈ 10۔ ادھیائے 4)

"اس پرش کا نام جیوتی ہے اس لئے جیوتی آتما کا نام ہے۔" (شتپتھ براہمن کانڈ 14۔ ادھیائے 7)

"جیوتی اندر اور اگنی کا نام ہے۔" (شت پتھ براہمن کانڈ 10۔ ادھیائے 4)

اس لئے ہرنیہ گربھ کے یہ معنی ہوئے (1) وہ جس کا گربھ یا سو روپ (ذاتی ماہیت) جیوتی یا وگیان (علم حقیقی) ہے (2) ہرنیہ یعنی جیوتی (پرکاش یا نور) اور امرت (موکش یا نجات) اور کیش (سورج وغیرہ روشن اجرام) اور اگنی (اجرام گرم) یہ سب جس کے گربھ یعنی سامرتھ (قدرت) میں ہوں' وہ ہرنیہ گربھ پرمیشور ہے۔ اس لئے لفظ ہرنیہ گربھ کے استعمال سے ویدوں کا اعلیٰ اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ جدید ہونا اور اسی وجہ سے ان کا یہ کہنا کہ لفظ "ہرنیہ گربھ" کے استعمال سے منتر بھاگ (حصہ منتر) کا جدید ہونا ظاہر ہوتا ہے' اور اس کے پرانے یا قدیم ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' محض بے بنیاد اور غلطی پر مبنی ہے۔ اسی طرح ان کا یہ بیان کہ اگنی پوروے بھر الخ سے منتر بھاگ کا الگ ہونا پایا جاتا ہے' ویسا ہی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ایشور تری کال ورشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے (اس منتر کے یہ معنی ہیں کہ) "مجھ ایشور کی زمانہ ماضی و حال نیز زمانہ آئندہ میں منتروں کے مطالب کو کماحقہ' جاننے والے رشی منتر اور پران (یوگ) یا دلیل (ترک) ستتی (حمد و ثنا) کرتے رہے ہیں۔ اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔" اس میں کوئی اعتراض کی بات نظر نہیں آتی۔ علاوہ ازیں جو لوگ وید اور شاستروں کو پڑھ کر اور پورے

عالم بن کر دوسروں کو پڑھاتے ہیں ان کو پراچین (متقدمین) کہتے ہیں۔ وہ نویں (متاخرین) کہلاتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں قسموں کے رشیوں کا ممدوح اگنی (پرمیشور) ہے؟ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔

اس بارہ میں نرکت کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

"منتر کے جملے یعنی پد (لفظ بایزادی علامات) شبد (لفظ) اکشر (حرف) جو صفت و موصوف کے تعلق سے باہم ایک جگہ ملے ہوئے یا جمع ہوتے ہیں۔ ان کے معنی کا معلوم کرنا چنتا (غور) کہلاتا ہے۔ انسان کو کامل عمل کے لئے اس طرح دلیل (ترک) کرنی چاہئے کہ اس منتر کا مطلب کیا ہو گا؟ اس طرح سوچنے یا خوض کرنے کو اوہا کہتے ہیں۔ صرف منتر سن کر یا محض دلیل (ترک) سے منتروں کے معنی کو بیان کر دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔ ان منتروں کا ان لوگوں کو جو رشی (یعنی منتر کے معنی کو باطن کی آنکھ سے دیکھنے والے) اور تپ (ریاضت یا محنت) کرنے والے نہیں ہیں اور نیز اشدھ (ناپاک) انتہ کرن (باطن) والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ جب تک انسان مقدم و موخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ کر لے اور منتروں کے معنی کو اچھی طرح صاف نہ کر لیوے اور اپنے ہمجنسوں میں بلحاظ مہارت علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے' تب تک وہ اچھی طرح اوہا یعنی خوض و فکر کے ساتھ عمدہ ترک (دلیل) سے وید کے معنی بیان نہیں کر سکتا۔ اس موقع پر ایک اتہاس (روائت) بیان کرتے ہیں کہ "زمانہ قدیم میں ایک بار کچھ لوگ رشیوں یعنی (منتروں کے مطالب کو ذہن نشین کئے ہوئے) عالموں کے پاس گئے اور ان عالموں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ "ہم میں سے کون رشی بنے گا؟" رشیوں نے اس خیال سے کہ ان کو سچ اور جھوٹ کی تمیز کے ذریعہ سے ویدوں کے مطالب سمجھنے کی لیاقت ہو جاوے انہیں ترک رشی (یعنی دلیل کرنے کا علم) عطا کیا اور کہا تمہارے درمیان دلیل ہی رشی (ہونے کا نشان) ہو گا۔ اب وہ ترک (دلیل) کیا شئے ہے؟ منتروں کے معنی پر چنتا (غور) اور اوہا (خوض) کرنے کو جن کے ذریعہ سے منتروں کے مطالب کھلتے ہیں' دلیل کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو صاحب فکر و تمیز اور علم و ہنر کا ماہر انسان اوہا (خوض) کرتا ہے اور وید کے معنی پر چنتا (غور) کرتا ہے۔ اسی پر آرش ویاکھیان یعنی رشیوں کی کی ہوئی تفسیر وید کا منشاء عیاں و روشن ہوتا ہے۔ مگر کم علم' کوتاہ عقل اور پر تعصب انسان کی سوچی یا بچاری ہوئی

بات انارش یعنی جھوٹ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی تعظیم و توقیر کسی کو نہ کرنی چاہئے کیونکہ اس کے انرتھ (بے معنی) ہونے پر اس کی قدر و منزلت کرنے سے لوگوں میں انرتھ (بے معنویت' کم علمی) پھیل جائے گا۔" (نرکت ادھیائے 13- کھنڈ 12)

"قدیم یعنی پہلے پیدا ہوئے رشیوں کا دلیلوں سے اور نیز نئے یعنی موجودہ لوگوں اور آئندہ ہونے والی نسلوں' الغرض تینوں زمانوں کے لوگوں کا ممدوح اگنی (پرمیشور) ہے۔" پس یقین رکھنا چاہئے کہ اس کے علاوہ اور کوئی شئے کسی شخص کا ممدوح یا معبود نہیں ہے۔ اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا جاوے۔ تو بالکل ٹھیک ہے اور اس ویدوں پر نئے ہونے کا الزام بھی نہیں آ سکتا۔

اس کا دوسرا ترجمہ (یہ بھی ہو سکتا ہے)

"رشی سے پران (انفاس) مراد ہیں۔" (ایتیریہ۔ براہمن پنچکا 2- کنڈکا 4)

"پہلے زمانہ میں یا حالت علت میں موجود پرانوں (انفاس) کے ذریعہ سے اور نئے یعنی حالت معلول میں وجود کے اندر موجود پرانوں سے بذریعہ سمادھی یوگ (مراقبہ) کے سب عالموں کو اس اگنی (پرمیشور) ہی کی اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس سے اعلیٰ درجہ کی بہبود حاصل ہوتی ہے۔"

اس طرح چھند اور منتر کو دو حصہ بتانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ چھند' وید' نگم' منتر اور شرتی یہ سب مترادف الفاظ ہیں۔ ان میں سے چھند کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً وید کی گائتری وغیرہ بحروں کا نام چھند ہے اور ویدوں کے علاوہ معمولی زبان میں آریہ وغیرہ کو بھی کہتے ہیں۔ کہیں آزادی یا آزاد روی کا مترادف بھی آتا ہے اس کی بابت یا سک آچاریہ فرماتے ہیں کہ منتر' منن (بمعنی سوچنا یا جاننا) اور چھند چھادن (بمعنی ڈھانپنا یا حفاظت کرنا) اور ستوم ستون (بمعنی تعریف کرنا) سے اور یجر یجنی (بمعنی ملانا) سے بنتا ہے (نرکت ادھیائے 7' کھنڈ 12)

جہالت وغیرہ دکھوں کو دور کرنے اور سکھوں کو پھیلانے یا بڑھانے (اچھادن) سے ویدوں کا نام چھند ہے اس کے علاوہ انادی کوش کا سوتر ہے کہ چددھا تو (مصدر) سے آدیش (ایزادی علامت) کر کے اور چ کو چھ ہو کر چھند بن جاتا ہے" (انادی کوش پاد 4- سوتر 219)

چد مصدر کے معنی خوش ہونا اور روشن ہونا ہیں۔ اس مصدر سے علامت سن ایزاد ہو کر اور چ کی جگہ چھ آ جانے سے لفظ چھند بن جاتا ہے چونکہ ویدوں کو پڑھ کر انسان تمام

علوم سے ماہر اور مسرور ہوتا ہے اور تمام مطالب سے آگاہ اور عالم کامل بن جاتا ہے۔ اس لئے ویدوں کو چھند کہتے ہیں۔ "چھند دیو (منتر) ہیں۔ اور یہ تمام کائنات چھندوں ہی سے قائم ہے۔ (شت پتھ براہمن کانڈ 8- ادھیائے 2) اور یہ چھند ہی دیوتا ہیں۔" (شت پتھ براہمن کانڈ 8- ادھیائے 3)

منتر مصدر کے معنی "خلوت میں گفتگو کرنا" یا "راز مخفی کو بیان کرنا" ہیں۔ اس مصدر سے "ہشچہ" سوتر کے بموجب علامت "گھیں" ایزاد ہو کر لفظ منتر بنتا ہے۔ جس میں مخفی مطالب کا بیان ہو اس کو منتر یعنی وید کہتے ہیں۔ وید کے اجزاء کا نام بھی منتر ہے۔ اور اس کے علاوہ منتر کے اور بھی کئی معنی ہیں۔ مثلاً مصدر "من" بمعنی علم ہونا سے اناد ی کوش پاد 4- سوتر 159 کے بموجب علامت "شٹرن" ایزاد کر کے لفظ منتر بن جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے یا جس میں ہر انسان اشیاء حقیقی کا علم حاصل کرتا ہے۔ اسے منتر یا وید کہتے ہیں اور اس کے اجزاء مثلاً اگنی' میلے' پرو ہتم' (27) الخ وغیرہ کا نام بھی منتر ہے۔ گاتری وغیرہ چھندوں (بحروں) والے منتروں کا نام جمیع مطالب کو عیاں و بیاں کرنے کی وجہ سے دیوتا بھی ہے۔ اس لئے چھند ہی دیو (یا منتر) ہیں۔ انہی چھندوں یعنی ویدوں اور وید منتروں سے (28) جن میں تمام علوم اور صنائع (کریا) موجود ہیں۔ اس تمام کائنات یا صنعت کو اس ایشور نے بنایا۔ اور ترتیب اور وید اور منن (بمعنی علم) سے مشتق ہونے کی منتر بھی باہم مترادف الفاظ ہیں۔ اسی طرح بقول منو سمرتی شرتی بھی وید ہی کا نام سمجھنا چاہئے۔ اور بقول نرکت نگم بھی ویدوں کا نام ہے۔ اس لئے شرتی' وید' منتر اور نگم سب مترادف ہیں۔ جس سے تمام علوم کو سنتے آئے ہیں۔ اس کو شرتی کہتے ہیں۔ وہی وید ہے اور انہی کا نام منتر۔ علیٰ ہذا جس میں تمام علوم کو پاتے یا جانتے یا ان کو حاصل کرتے ہیں۔ اسے نگم یعنی وید سمجھنا چاہئے۔

اسی طرح ویاکرن کے بموجب بھی چھند' منتر اور نگم مترادف الفاظ ہیں (دیکھو اشٹا دھیائی ادھیائے 2 پاد 4- سوتر 80 و ادھیائے 3- پاد 4- سوتر 6- و ادھیائے 6- پاد 4- سوتر 9) اس لئے یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ چھند وغیرہ الفاظ کے مترادف ثابت ہونے پر جو شخص ان میں فرق بتلاتا ہے۔ اس کے قول کی سند نہیں ہو سکتی۔

باب: 5

اصطلاح وید پر بحث

سوال۔ وید کن کا نام ہے؟

جواب۔ منتر سنہتا کا۔

سوال۔ کاتیاین رشی کا قول ہے کہ منتر اور براہمن دونوں کا نام وید ہے تو اس صورت میں براہمن کو بھی ویدوں میں کیوں نہیں مانتے؟

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہو سکتا۔ اس میں حسب ذیل دلیلیں ہیں :-

1- براہمنوں کا نام پران اور اتہاس ہے۔

2- وید کے دیاکھیان (شرح) ہیں۔

3- ان کے مصنف رشی ہیں۔

4- وہ ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔

5- سوائے ایک کاتیاین رشی کے اور کسی رشی نے ان کو وید کے نام میں شامل نہیں مانا۔

6- ان کی تحریر انسانی عقل کی صنعت کا نشان دیتی ہے۔

7- جس طرح براہمنوں میں انسانوں کے دنیوی اتہاس (سوانح) نام سمیت پائے جاتے ہیں۔ منتر سنہتاؤں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں۔

سوال۔ یجر وید وغیرہ میں تریایشم جمد گنے **کشیپسیہ** (1) الخ وغیرہ ایسے منتر پائے جاتے ہیں جن میں رشیوں کے نام آتے ہیں۔ اس لئے بلحاظ اتہاس منتر اور براہمن یکساں نظر آتے ہیں۔ پھر آپ براہمنوں کو بھی اصطلاح وید میں شامل کیوں نہیں مانتے؟

جواب۔ ایسا شک مت کیجئے۔ یہاں جمدگنی اور کشیپ جسم والے انسانوں کے نام

نہیں ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

1- ”آنکھ کا نام ہمدگنی رشی ہے۔ کیونکہ اس سے دنیا کا مشاہدہ اور منن (علم یا غور) کرتے ہیں۔ اس لئے آنکھ ہی ہمدگنی رشی ہے۔

2- کشیپ کورم کو کہتے ہیں اور کورم پران کا نام ہے۔ (شتپتھ براہمن کانڈ 7- ادھیائے 5) اس لئے کورم (2) اور کشیپ دونوں پرن کے مترادف ہیں۔ کیونکہ پران جسم کی ناف میں بشکل کورم (کچھوا) قائم ہے اس منتر میں ایشور سے پرارتھنا (استدعا) کی گئی ہے کہ ”ہرنیہ لیش“ (نیک نامی یا ناموری کا نام)

”اے جلدیشور! آپ کی عنایت سے ہماری آنکھوں (ہمدگنی) اور پران (کشیپ) کی تگنی یعنی تین سو برس کی عمر ہو (یہاں آنکھ تمثیلاً لی گئی ہے گویا مراد یہ ہے کہ ہماری آنکھ وغیرہ اندریاں (قواء احساس) اور پران اور من وغیرہ تین سو برس تک تندرست قائم رہیں) اس منتر میں لفظ ”دیو“ آیا ہے اس کی نسبت شت پتھ براہمن کانڈ 3- ادھیائے 7 میں لکھا ہے کہ ”دیو وددان (عالم) کو کہتے ہیں (اس لئے لفظ ”دیو“ کے معنی عالم ہیں) جس طرح عالم اپنے علم و فضل کے وسیلہ سے تگنی عمر پاتے ہیں۔ اسی طرح ہماری عمر بھی اندریوں اور من کی صحت اور سکھ کے ساتھ تگنی ہووے تاکہ ہم سکھ کے ساتھ اس قدر عمر کو بھوگیں۔“

اس منتر سے ایک اور اپدیش (سبق) بھی حاصل ہوتا ہے یعنی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر برہمچرج وغیرہ عمدہ اصول کی پابندی کی جائے تو انسان کی عمر (عمر طبعی یا سو برس سے) تگنے تک بڑھ سکتی ہے۔

ویدوں میں کہانیاں نہیں

اب اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہمدگنی وغیرہ الفاظ ویدوں میں بامعنی الفاظ ہیں۔ یعنی وہ ضرور کچھ نہ کچھ معنی رکھتے ہیں۔ پس منتر سنہتا میں اتہاس (تواریخی سوانح) کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اور سائنا چاریہ وغیرہ نے جو وید پرکاش (3) وغیرہ کتابوں میں جہاں تہاں اتہاس بیان کئے ہیں وہ محض غلطی پر مبنی ہیں۔

یہ بھی یقین رکھنا چاہئے کہ پران اور اتہاس وغیرہ نام براہمنوں کے ہیں نہ کہ برہم دیودت اور شری مد بھاگوت وغیرہ کے۔

سوال۔ برہم یگیہ ودھان کے سلسلہ میں کہیں کہیں براہمنوں اور سوتروں کے اندر

ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ کہ "ید براہمنانی اتہاسان پرانانی کلپان' گاتھا نا اشنسی" اور ان کی بنیاد اتھرو وید میں بھی پائی جاتی ہے۔ (دیکھو اتھرو وید۔ کانڈ 15- پرپاٹھک 30- انوواک 1- منتر 4) اس لئے براہمنوں سے علاوہ بھاگوت وغیرہ کتابوں کی اتہاس وغیرہ اصطلاح کیوں نہیں مانتے؟

جواب۔ ایسا مت کہئے۔ کیونکہ ان حوالوں سے براہمنوں ہی کا نام اتہاس وغیرہ میں پایا جاتا ہے نہ کہ شریمد بھاگوت وغیرہ کا۔ وجہ یہ ہے کہ براہمنوں میں اتہاس موجود ہیں۔ مثلاً ایسا لکھا ہے کہ "ایک بار دیو (عالموں) اور اسروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی۔" اور مندرجہ ذیل مقامات پر دنیا کی ابتدا کا ذکر پایا جاتا ہے۔

1- "اے عزیز! وہ پرمیشور اس دنیا سے پیشتر موجود تھا۔ وہ اپنی ذات سے ایک اور بے عدیل (4) تھا۔" (چھاند وگیہ اپنشد پرپاٹھک 6)

2- اس (کائنات) سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا اور کوئی دوسری (قابل تمیز) چیز نہ تھی۔" (ا-تریہ آرنیک اپنشد ادھیائے 1- کھنڈ 1)

3- "اس سے پیشتر محیط کل پرمیشور ہی تھا۔" (شت پتھ براہمن کانڈ 11- ادھیائے 1)

4- "اس سے پہلے یہ (کائنات) کچھ بھی (قابل تمیز) چیز نہ (5) تھی۔" (شت پتھ۔ 14- 1- 1- 1-)

اس قسم کا جس قدر مضمون براہمنوں کے اندر پایا جاتا ہے اس کو پرن سمجھنا چاہئے۔ منتر کے معنی اور نفس مضمون (سامرتھ) کو بیان کرنے کا نام کلپ ہے۔ مثلاً

"ایشے تورجے توا۔" الخ بارش کے لئے کہا گیا ہے۔ کیونکہ جب یہ کہتے ہیں کہ ایشے توا رجے توا۔ تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ جو بارش سے اناج پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس منتر کا نفس مضمون ہے۔ سوتا دیوتاؤں کے پیدا کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی ایشور سب مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے۔" (شت پتھ براہمن کانڈ 1- ادھیائے 7)

یہ کلپ کی مثال ہوئی۔

گاتھا اسے کہتے ہیں کہ جو سوال و جواب کی صورت میں گفتگو ہو۔ مثلاً شتپتھ براہمن میں یاگیہ و لکیہ اور جنک کی باہمی گفتگو اور گارگی و میتریی وغیرہ کے سوال و جواب پائے جاتے ہیں۔

نارا شنسی کی بابت یاسک آچاریہ یوں فرماتے ہیں کہ :-

"جس میں انسان کی تعریف کی گئی ہو یا جس کی انسان تعریف کریں اس کو ناراشنسی کہتے ہیں۔" (نرکت ادھیائے 8- کھنڈ 6)

اس لئے براہمن اور نرکت وغیرہ کتابوں میں جو کتھائیں (کہانیاں) آتی ہیں ان کو ناراشنسی سمجھنا چاہئے نہ کہ ان کے علاوہ کسی اور چیز کو۔

ان موقعوں پر یہ معلوم رہے کہ براہمن اصلی شئے یا کتاب (سنگنی = موسوم) اور اتہاس وغیرہ) اس کے نام (سنگیا = اسم یا اصطلاح) ہیں۔ یعنی براہمنوں ہی کو اتہاس پران۔ کلپ گاتھا اور ناراشنسی سمجھنا چاہئے۔

اس کے متعلق اور بھی حوالے ہیں۔

"واکیہ (مضمون یا کلام) کی تقسیم یا ترتیب کے لحاظ سے کسی بات کو مکرر کہنے میں عیب نہیں ہے۔" (نیائے درشن ادھیائے 2- آہنک 1- سوتر 60)

"براہمنوں میں لوکک (عام زبان سے تعلق رکھنے والے) الفاظ ہیں نہ کہ ویدک (وید سے خصوصیت رکھنے والے) اور ان میں تین قسم کی تقسیم پائی جاتی ہے۔" (واتسیاین رشی کی شرح۔ سوتر مندرجہ بالا پر)

"ودھی۔ آرتھ واد۔ اور انوواد۔ کلام یا مضمون کی یہ تین قسمیں ہیں۔"

نیائے۔ 1-2-1-61

"براہمنوں کا مضمون تین قسم کا ہوتا ہے (1) ودھی وچن (حکم یا ہدایت) (2) ارتھ وداد وچن (تشریح کلام یا مضمون) (3) انوواد چن (تکرار بیان) بالفاظ دیگر (واتسیاین رشی کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر)

i- "ودھی ودھان (ہدایت یا حکم) کو کہتے ہیں۔" (نیائے درشن ادھیائے 2- آہنک 1- سوتر 62)

"جس میں ہدایت حکم یا تحریک پائی جائے۔ اسے ودھی کہتے ہیں۔ گویا ودھی کسی امر کی تدبیر صاحب یا ہدایت [illegible] ہوتا ہے۔ مثلاً جسے سکھ کی خواہش ہو وہ اگنی ہوتر کرے۔ براہمن کا یہ قول ودھی ہے۔" (واتسیاین کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر)

2. ارتھ واد۔ ستتی (فائدے بیان کرنا) نندا (نقصان بیان کرنا) پرکرتی (نظیر) اور پراکلپ (تاریخی مثال) کو کہتے ہیں۔" (نیائے درشن۔ ادھیائے 2 سوتر 63)

(1) ودھی (ہدایت یا حکم) کے نتیجے یا اجر کو بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے۔ جس کام کی

ہدایت کی جاوے۔ اس کے اجر کی تعریف کرنے سے شردھا (عقیدت) پیدا ہو جاتی ہے اور اجر یا انعام کو سن کر انسان اس کام میں تندہی سے مشغول ہوتا ہے۔ مثلاً سب (اندریوں یعنی حواس وغیرہ کو مغلوب) کرنے والے دیوتاؤں (عالموں) نے سب کو جیت لیا۔ ایسا کرنے سے ہی سب مرادیں حاصل اور سب پر فتح نصیب ہوتی ہے۔ یعنی جو ایسا کرتا ہے وہ سب پر فتح پاتا ہے۔ وغیرہ

(2) برے کام کے بد نتیجے کو اس نیت سے بیان کرنا کہ انسان اس سے باز آئیں اور بدی کے راستے پر نہ چلیں نندا کہلاتا ہے۔ مثلاً تمام یگیوں میں جیوتشٹوم یگیہ مقدم ہے۔ جو شخص اس یگیہ کو نہ کر کے دوسرے یگیہ کو کرتا ہے۔ وہ گڑھے میں گرتا ہے اور زوال پاتا ہے وغیرہ۔

(3) دوسرے شخص کو نظیر بیان کر کے نقصان و (فوائد) جتلانا پرکرتی کہلاتا ہے مثلاً بعض ہون کر کے سروے سے چکنائی کو پانی کے برتن میں اتارتے جاتے ہیں اور بعض گھی کا قطرہ ڈھلکا دیتے ہیں۔ مگر چرک ادھوریو (علم طب کے مشہور عالم چرک رشی کی ہدایت کے مطابق یگیہ کرنے والے) ہمیشہ پانی میں گھی کا قطرہ ہی گراتے ہیں۔ کیونکہ ان کا قول ہے کہ گھی کے قطرے آگ کا پران (نفس) ہوتے ہیں۔

(4) تواریخی مثال کو نظیراً" بیان کرنا پراکلپ کہلاتا ہے۔ مثلاً چونکہ براہمن لوگ ہمیشہ ہون کرتے ہوئے سام وید کے منتروں سے (ایشور کی) ستتی (حمد و ثنا) کرتے رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس یگیہ کو کرنا چاہئے۔" (شرح واتساین سوتر مندرجہ بالا پر)

پرکرتی اور پراکلپ کو ارتھ واد میں اس وجہ سے شامل کیا گیا ہے کہ ستتی سے کسی چیز کے نتیجہ کے نیک یا فوائد اور نند سے نتیجہ بد یا نقصان کو بیان کرنے اور دوسروں کی نظیر دینے سے بات کی تشریح ہو جاتی ہے۔ اس لئے دوسروں کے تجربہ سے نصیحت (پرکرتی) اور پرانی نظیر سے عبرت (پراکلپ) بمنزلہ ارتھ واد ہیں۔

(3) "جس بات کی ودھی (ہدایت) کی گئی ہو اس کو مکرر بیان کرنا انوواد کہلاتا ہے۔" (نیائے ورشن ادھیائے 2- آہنک 1- سوتر 64)

"ودھی (ہدایت) کو دوبارہ بیان کرنا اور اس ہدایت کے منشاء کو دوہرانا دونوں انوواد ہیں۔ پہلے کا نام شبد انوواد اور دوسرے کو ارتھ انوواد کہتے ہیں۔" (شرح واتساین سوتر زکورہ بالا تر)

"اتیہیہ ارتھاپتی' سمبھو اور ابھاؤ بھی پرمان (دلائل) ہیں۔ اس لئے چار ہی (پرمان) نہیں ہیں۔" (نیائے درشن ادھیائے 2- آہنک 2- سوتر 1)

"پرمان چار ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ اتیہیہ' ارتھاپتی' سمبھو اور ابھاؤ بھی پرمان ہیں۔ اتیتیہہ اسے کہتے ہیں کہ جو بات مشہور چلی آتی ہو۔ یعنی جس کے راوی کا پتہ نہ ہو۔ مگر یکے بعد دیگر سلسلہ وار یہ روایت چلی آتی ہو۔ کہ ایسا کہا گیا تھا۔ (شرح واتساین سوتر بالا پر)

اس پرمان سے بھی اتہاس وغیرہ نام براہمنوں ہی کے ہو سکتے ہیں نہ کہ کسی اور کے۔ اس بارہ میں یہ بھی دلیل ہے کہ براہمن وید کے دیاکھیان (شرح) ہیں۔ اس لئے ان کا نام وید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منتروں کا حوالہ دے کر براہمنوں میں ویدوں کی شرح کی گئی ہے۔ مثلاً شتپتھ براہمن کانڈ 1- ادھیائے 7 میں (یجروید کے سب سے پہلے منتر کے چند الفاظ) بطور حوالہ اس طرح لکھے ہیں۔ ایشے تورجے توا (اتی = الخ)

اس کے متعلق مہابھاشیہ کے مصنف کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ سوال۔ (اس دیاکرن یعنی صرف و نحو کی کتاب میں) کن الفاظ کی تعریف کی گئی ہے؟ جواب۔ لوکک (عام زبان) کے اور ویدک (وید سے خصوصیت رکھنے والے) الفاظ کی۔

(پتنجلی اور پانی منی براہمنوں کو وید سے جدا مانتے ہیں)

ان میں لوکک الفاظ حسب ذیل ہیں :-

گئو (گائے) اشو (گھوڑا) پرش (انسان) ہستی (ہاتھی) شکنی (پرند) مرگ (ہرن) براہمن وغیرہ وغیرہ۔

اور ویدک الفاظ حسب ذیل ہیں :-

شنودیوی رہشٹیہ الخ۔ (6) ایشے تورجے توا۔ (7) الخ اگنی میلے (8) پرو ہتم۔ الخ۔ اگن آیا ہی و یتے الخ (9) وغیرہ"

اگر براہمنوں کا نام بھی وید ہوتا تو ان کی بھی کوئی مثال دی جاتی۔ اس لئے مہابھاشیہ کے مصنف نے صرف منتر سنہتا کا نام وید مان کر ویدک الفاظ کی مثال میں وید کے پہلے پہلے منتروں کے ٹکڑے لکھے ہیں اور لوکک الفاظ کی مثال جو گائے اور گھوڑا وغیرہ الفاظ لکھے ہیں وہ براہمن وغیرہ کتابوں ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے الفاظ اور عبارت انہی

کتابوں میں پائی جاتی ہے۔

اسی طرح پانی منی نے اشٹادھیائی ادھیائے 2- پاد 3- سوتر 60 و ادھیائے 2- پاد 3- سوتر 62- وادھیائے 4- پاد 3- سوتر 105 میں وید اور براہمن کو جدا جدا مان کر ہی قواعد بنائے ہیں۔ چنانچہ آخری سوتر مذکورہ بالا کا یہ منشاء ہے کہ "پران یعنی قدیم برہما دغیرہ رشیوں کے بنائے ہوئے براہمن کلپ کی کتابیں وید کے ویاکھیان (شرحیں) ہیں۔" اس لئے پران اور اتہاس انہی کتابوں کا نام ہے اگر چھند اور براہمن دونوں کا نام وید ہوتا تو (اشٹادھیائی کے) ادھیائے 2- پاد 3- سوتر 62 میں یہ کہنا کہ "چھندوں میں ایسا ہوتا ہے۔" فضول تھا۔ کیونکہ اس سوتر سے ایک سوتر اوپر یعنی ساٹھویں سوتر میں ابھی کہہ چکے ہیں کہ براہمن میں ایسا ہوتا ہے (یعنی جبکہ 62 ویں سوتر میں چھند کے لئے خاص قاعدہ موضوع کیا اور 60 ویں سوتر میں براہمن کے لئے خاص قاعدہ بتلایا تو اس سے چھند اور براہمن دو مختلف کتابیں ہونا صاف ثابت ہے) اس سے معلوم اور ثابت ہوا کہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہے۔ برہم براہمنوں (10) کا نام ہے مثلاً لکھا ہے کہ

"برہم سے براہمن اور راجنیہ سے کشتری مراد ہے" (شت پتھ براہمن کانڈ 13- ادھیائے 11-) براہمن اور براہمن دونوں مترادف الفاظ ہیں۔" (ویاکرن مہابھاشیہ ادھیائے 5 پاد 1- آہنک 1) اس لئے چاروں ویدوں کے جاننے والے برھم یعنی براہمن مہرشیوں نے جو ویدوں کا ویاکھیان (شرح) کیا ہے۔ وہی براہمن ہیں۔ ممکن ہے کہ کاتیاین نے براہمنوں اور وید کا باہمی گہرا تعلق سمجھ کر بطور سچار اپادھی (11) براہمنوں کا نام وید مانا ہو۔ مگر یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خود انہوں نے ایسا نہیں کہا اور چونکہ کسی رشی نے بھی ایسا نہیں مانا ہے۔ اس لئے براہمنوں کا نام ہرگز وید نہیں ہو سکتا۔ الغرض بہت سے حوالے موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ منتروں ہی کا نام وید ہے۔ براہمنوں کا نہیں۔

سوال۔ براہمنوں کی وید کے برابر سند ماننی چاہئے یا نہیں؟

جواب۔ ان کی ویدوں کے برابر سند ماننا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ البتہ جہاں تک ویدوں کے مطابق ہیں۔ وہاں تک سند ماننا واجب ہے۔ اس لئے ان کو سند کے لئے محتاج بالغیر (پرتہ پرمان) ماننا مناسب ہے۔

باب: 6

برہم ودیا (علم الٰہی) کا بیان

سوال۔ ویدوں میں تمام علوم ہیں یا نہیں؟

جواب۔ اصول کے طور پر (مول ادیش سے) تمام علوم ہیں۔ ان میں سے اول برہم ودیا جو سب سے مقدم ہے۔ اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

"ہم اس پرمیشور کو جو تمام دنیا کا بنانے والا ساکن و متحرک کائنات کا مالک اور عقل کو روشن و منور کرنے والا ہے۔ اپنی حفاظت کے لئے مدعو کرتے ہیں۔ وہ سب کو قوت عطا کرنے والا اور ہمارا سہارا ہے۔ اے پرمیشور! آپ ودیا (علم) اور دولت و حشمت وغیرہ کو بڑھانے والے ہیں آپ اپنی عنایت سے ہماری حفاظت اور پرورش کیجئے۔" (رگوید۔ اشٹک 1- ادھیائے 6- ورگ 15- منتر 5)

نیز دیکھو رگ وید اشٹک 1- ادھیائے 2- ورگ 7- منتر 5- جس کا ترجمہ مضامین وید کی بحث میں زیر مضمون وگیان کانڈ کیا گیا ہے۔

"جو جیو (انسان) اس آکاش وغیرہ بھوتوں (عناصر) اور سورج وغیرہ لوک (اجرام) اور مشرق وغیرہ سمتوں اور شمال مشرق وغیرہ درمیانی سمتوں میں اور الغرض ہر جگہ محیط و موجود علیم کل' پرمیشور کا جو اپنی قدرت (سامرتھ) کا بھی آتما' اور ابتدائی عناصر لطیف کو پیدا کرنے والا' عین راحت و عین نجات (موکش سو روپ) ہے' اپنے آتما کی تمام قوت اور انتہ کرن سے بذریعہ دھیان قرب حاصل کرتا اور اس کو جان لیتا ہے۔ وہی ٹھیک ٹھیک اس پرمیشور کو پاکر موکش (نجات) کے سکھ کو بھوگتا ہے۔" (یجر وید۔ ادھیائے 32- منتر 11)

"جو سب سے بڑا اور سب کا پوجیہ (معبود) اور تمام کائنات میں سمایا ہوا علیم کل انترکش کا قائم رکھنے والا اور پرے یعنی تمام ذروں سے مل کر بنی ہوئی دنیا کے حالت علت میں چلے جانے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اسی کو برھم جاننا چاہئے۔ وسو وغیرہ تمام 33 دیوتا

اس برہم کے سہارے اس طرح قائم ہیں۔ جس طرح درخت کے تنے میں ہر طرف کثرت سے پھیلی ہوئی شاخیں بیشمار لگی رہتی ہیں۔" (اتھروید کانڈ 10- پرپاٹھک 23- انوواک 4- منتر 38)

ویدوں کی وحدانیت

"اس پرمیشور کے علاوہ کوئی بھی (1) دوسرا' تیسرا' چوتھا' پانچواں' چھٹا' ساتواں' آٹھواں' نواں یا دسواں ایشور نہیں ہے۔" (اتھروید کانڈ 13- انوواک 4- منتر 16، 17 و 18) ان منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور ایک ہی ہے۔ کیونکہ دو کے عدد سے لیکر دس تک نو بار نفی کا لفظ آنے سے ایشور کا ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اس ایک ایشور کے سوائے کسی دوسرے ایشور کی ویدوں میں سراسر تردید کی ہے۔ اس لئے اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی اپاسنا (عبادت) کرنی سخت ممنوع ہے۔ چونکہ وہ ایشور سب کے اندر موجود اور سب کا منتظم ہے۔ اس لئے وہ غیر ذی شعور (جڑ) و ذی شعور (چیتن) دونوں قسم کی کائنات کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ مگر اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ وہ محسوس نہیں ہو سکتا۔

"ایشور جو تمام دنیا پر محیط ہے بالیقین سب جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہے۔ کیونکہ ویاپک (محیط) اور ویاپیہ (محاط) دونوں کا تعلق اتصالی ہوتا ہے۔ وہ ایشور حلیم مطلق ہے یعنی سب کی سہتا ہے۔ اس لئے اس کو سہ کہتے ہیں۔ وہ ایشور ایک ہی ہے۔" (اتھروید کانڈ 13- انوواک 4- منتر 20) کوئی دوسرا ایشور اس سے بڑا یا اس کے برابر نہیں ہے۔ لفظ ایک سے تین نکات پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی اس ایشور کے علاوہ کوئی دوسرا سجاتتیہ (ہم جنس) وجاتیہ (غیر ہم جنس) ایشور نہیں ہے اور نہ اس میں سوگت بھید (اندرونی تقسیم اعضاء وغیرہ) ہے اس لئے دوسرے ایشور کی قطعی تردید کی گئی ہے۔ ایشور اکیلا ہی ہے اس لئے اس کو (منتر میں) ایک ورت (واحد مطلق) کہا گیا ہے۔ وہ علیم مطلق اپنی ذات سے واحد و یکتا ہے وہ کسی کی مدد کا خواہاں نہیں۔ وہی اس دنیا کو بناتا اور اسے قائم رکھتا ہے اور قادر مطلق وغیرہ اس کی صفات ہیں۔

"اس قادر مطلق پرماتما میں مذکورہ بالا دسو وغیرہ تمام دیوتا قائم ہیں یعنی ان سب کا اسی کی ذات واحد پر قیام ہے۔ پر لے (فنا عالم) کے بعد بھی وہ سب دیوتا حالت علت کے اندر

محض اس کی قدرت سے قائم رہتے ہیں۔" (اتھر وید کانڈ 13- انوواک 4- منتر 21)

ویدوں میں اس قسم کے اور بھی منتر ہیں۔ جن میں برھم ودیا کو بیان کیا ہے۔ مثلاً یجر وید کے چالیسویں ادھیائے کا آٹھواں منتر "سپریگا چھکر مکایم الخ" ہے۔ یہاں ان کو کتاب کے بڑھ جانے کے خوف سے نہیں لکھتے مگر جہاں ایسے منتر ویدوں میں آئیں گے۔ بھاشیہ (تفسیر) کرتے وقت ان کا ترجمہ وہیں کر دیا جائے گا۔

باب: 7

ویدوں کے مطابق دھرم کا بیان

ایشور ہدایت کرتا ہے کہ :-

"اے انسانو! تم میرے بتائے ہوئے پر انصاف و بے تعصب راستی کی صفت سے موصوف دھرم پر چلو اور ہمیشہ اس پر قائم رہو اور اس کے حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر آپس میں ملو تاکہ تمہارے درمیان اعلیٰ درجہ کا سکھ ہمیشہ ترقی پاوے اور تمام دکھ مٹ جائیں تم آپس میں مل کر حجت تکرار اور مخالفانہ بحث کو چھوڑ کر باہم محبت کے ساتھ بطریق سوال و جواب گفتگو کرو۔ تاکہ تمہارے درمیان سچے علوم اور عمدہ صفات بخوبی ترقی پاویں اور تم صاحب علم و معرفت بن جاؤ تم ہمیشہ ایسی لگاتار سعی و کوشش کرو۔ کہ جس سے تمہارے دل علم کے نور سے روشن اور آنند سے بھرپور ہوں۔ تم کو دھرم ہی پر عمل کرنا چاہئے۔ ادھرم اختیار نہیں کرنا چاہئے (یہاں نظیر دیتے ہیں) جس طرح زمانہ قدیم کے ویو یعنی صاحب علم و معرفت' راستی شعار' طرفداری و تعصب سے خالی عالم اور ایشور اور دھرم کے حکم کو عزیز جاننے والے تمہارے بزرگ' تمام علوم سے ماہر اور لائق و فائق گذر چکے ہیں۔ مجھ بھاگ یعنی بھجن (اطاعت یا عبادت) کرنے کے لائق قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کے حکم کی تعمیل یا میرے بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اسی دھرم کے پابند رہو تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تم کو بلا شک و شبہ علم ہو جاوے۔ (رگوید **اشٹک** 8- ادھیائے 8- ورگ 49 منتر 2)

اتفاق رائے اتحاد اور محبت

"اے انسانو! تمہارا منتر (بچار یا مشورہ) سب کی بھلائی کرنے والا یکساں و متفق یعنی باہمی مخالفت سے آزاد ہو (جس میں یا جس کی معرفت ایشور سے لے کر مٹی تک تمام ظاہر

د مخفی قواء صفات اور اشیاء کا بیان کیا جاتا ہے یا علم ہوتا ہے اس کو منتر یا وچار کہتے ہیں۔ مثلاً راجہ کے وزیر کو منتری اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ حق و ناحق کی تمیز کرنے والا ہوتا ہے۔ (گویا یہاں بھی منتر سے واقعی علم کا نتیجہ مراد ہے) جب کسی زیر بحث یا تصفیہ طلب معاملہ پر بہت سے آدمی مل کر وچار یا غور کریں۔ تو اس وقت اگرچہ سبھاسدون (اہالیان مجلس) کی رائے جدا جدا ہو تاہم سب کی رائے کا لب لباب لے کر جو بات سب کی بہتری اور رفاہ عام کی معلوم ہو یا جو رائے سچی وصائب ثابت ہو اس کو منتخب یا جمع کر کے ہمیشہ اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ تاکہ عوام الناس میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ کا سکھ دن بدن بڑھتا رہے۔ سمتی (مجلسی انتظام) کے قواعد یعنی وہ پرانصاف اور نیک اصول جن سے ہر انسان کی عزت اور علم کی ترقی متصور ہو۔ جو برہم چرج اور حصول تعلیم وغیرہ عمدہ اوصاف پیدا کرنے والے ہوں۔ جن سے بذریعہ عمدہ و اعلیٰ سبھاؤں (عدالتوں کے نظم اور نسق سلطنت) خوش اسلوبی سے انجام پاویں۔ اور جو پرمارتھ (اعلیٰ مقصد انسانی' نجات) کے راستے کو صاف کرنے والے اور روحانی اور جسمانی طاقتوں اور صحت کو ترقی دینے والے ہوں۔ وہ بھی سب انسانوں کو یکساں آزادی دینے اور ان کی راحت کو بڑھانے کے لئے یکساں ہی ہونے چاہئیں۔ تمہارا من یعنی سنکلپ وکلپ (ارادہ و تامل) کرنے والا دل بھی یکساں یعنی باہم متفق رہنے کا عادی ہو (سنکلپ خواہش یا ارادہ اور وکلپ نفرت یا تامل کو کہتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اچھے گنوں کی خواہش اور برے گنوں سے نفرت رکھنی چاہئے۔)

تمہارا چت یعنی اگلی اور پچھلی باتوں کو یاد رکھنے والی قوت حافظہ اور دھرم اور ایشور کی یاد اور فکر بھی یکساں ہو۔ یعنی تمام جانداروں کے دکھوں کو دور کرنے اور اپنی آتما کی طرح سب کو سکھ پہنچانے کے لئے بخوبی سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ تم کو باہمی راحت اور بہتری اور فائدہ کے لئے تمام طاقتیں مجتمع کرنی چاہئیں۔ میں ایشور ان لوگوں پر جو تمام جیووں کے ساتھ اپنی آتما کی مثال برتاؤ کرتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کرنے والے اور سب کو سکھ دینے والے ہیں۔ اپنی نظر رحمت رکھتا ہوں اور تم کو پہلے بیان کئے ہوئے یا آئے نکر ہونے والے دھرم کو بتاتا ہوں۔ تم سب کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ تاکہ تمہارے درمیان بھی حق کا زوال اور ناحق کا عروج نہ ہو۔ تمہیں ہوی یعنی ہر قسم کا لین دین سچائی کے ساتھ کرنا چاہئے۔ اس لئے تم کو میرا بتایا ہوا دھرم ماننا چاہئے اور اس کے خلاف ہرگز نہ کرنا چاہئے۔" (رگ وید **اشٹک** 8- ادھیائے 8- ورگ 49- منتر 3)

"اے انسانو! جس قدر تمہاری طاقت ہے۔ اس کو اتفاق کے ساتھ دھرم کے کام میں لگاؤ اور ہمیشہ سب کے سکھ کو بڑھاؤ۔ تمہاری آکوتی یعنی قوت و حوصلہ و طریقہ راست شعاری بھی سب کی بھلائی کے لئے اور سب لوگوں کو سکھ دینے والا ہو۔ تم کو ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ میرا یہ ہدایت کیا ہوا دھرم زوال نہ پاوے۔ تمہارے فعل دلی محبت پیدا کرنے والے اور ہمیشہ خصوصیت و دشمنی سے پاک یکساں اور متفق ہوں۔ تمہارا من یکساں و برابر ہو۔ من (دل) کی تعریف میں شت پتھ براہمن کانڈ 14۔ ادھیائے 4 کا حوالہ نیچے درج کیا جاتا ہے پہلے دل سے حق و ناحق کی تمیز کر کے پھر کسی بات پر عمل کرنا چاہئے۔ من کی دس قوتیں ہیں۔ کام یعنی نیک گنوں کی خواہش' سنکلپ یعنی نیک گنوں کے حاصل کرنے کا عزم و ارادہ و چکتسا یعنی شک یا اعتراض پیدا کر کے تحقیقات و اطمینان کرنے کی خواہش' شردھا یعنی ایشور اور سچے دھرم وغیرہ گن کی باتوں پر پورا پورا اعتقاد ہونا' اشردھا یعنی ایشور کی ہستی سے منکر ہونے وغیرہ ادھرم کی بات پر قطعی یقین نہ رکھنا' دھرتی یعنی سکھ دکھ سہ کر بھی ایشور اور دھرم پر ہمیشہ اعتقاد قائم رکھنا' ادھرتی یعنی برے گنوں کو اختیار نہ کرنا اور ان میں قائم نہ ہونا' ہری یعنی پاپ کے کام کرنے اور کھوٹے یا برے چلن سے دل کو روکنا یا نفرت کرنا' دھی یعنی اچھے گنوں کو فوراً اختیار کرنے کا عادی ہونا اور بھی یعنی جھوٹ کھوٹے چلن اور ایشور کی حکم کی نافرمانی اور پاپ وغیرہ کرنے سے یہ سمجھ کر ایشور ہم کو سب جگہ دیکھتا ہے۔ ہمیشہ خوف کرنا' اے انسانو! تمہیں ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہئے کہ باہمی امداد سے تمہارا سکھ ترقی پاوے۔ سب کو سکھی دیکھ کر دل میں خوش ہونا چاہئے اور دوسرے کو دکھی دیکھ کر کسی کو ہرگز سکھ نہ ماننا چاہئے۔ بلکہ ایسی کوشش کرنی چاہئے کہ سب فارغ البال اور سکھی رہیں۔" (رگوید۔ اشٹک 8۔ ادھیائے 8 ورگ 49۔ منتر 4)

مخلوقات کا مالک و محافظ پرمیشور دھرم کا اپدیش (ہدایت) کرتا ہے کہ:-

سچ اور جھوٹ کی قدرتی تمیز

"سب لوگوں کو ہمیشہ سچائی پر ہی پورا پورا اعتقاد رکھنا چاہئے۔ اور جھوٹ پر کبھی یقین نہ لانا چاہئے۔ مخلوقات کے مالک و محافظ پرمیشور نے دھرم یا سچائی اور ادھرم یا جھوٹ کی ماہیت یعنی ظاہر و مخفی نشانات کو دیکھ کر اپنے علم کامل سے دونوں کی تقسیم کر دی ہے۔ یعنی پرمیشور نے تمام انسانوں کو جھوٹ' ناحق' ادھرم اور ناانصافی میں بے اعتقادی دی ہے۔ یعنی

اس کی ہدایت ہے کہ ادھرم پر اعتقاد یا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح مخلوقات کے مالک و محافظ، علیم کل ایشور نے وید میں بیان کئے ہوئے سچے اور پر تیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے ثابت بے رد رعایت انصاف اور دھرم میں اعتقاد یا اعتبار عطا کیا ہے۔ (یجر وید ادھیائے 19- منتر 77)

اس لئے ہر انسان کو اپنی طبیعت ہمیشہ ادھرم سے ہٹا کر دھرم کی طرف مائل کرنی چاہیے۔

باہم محبت سے مل کر رہنا چاہیے

سب لوگوں کو ہمیشہ سب کے ساتھ بڑی محبت اور ملنساری سے برتنا چاہیے اور سب کو ایشور کا بتایا ہوا دھرم قبول کرنا چاہیے۔ اور ایشور سے پرارتھنا (استدعا) کرنی چاہیے کہ دھرم پر اعتقاد جما رہے۔ مثلاً (اس طرح پرارتھنا کرے) "اے سب دکھوں کے مٹانے والے ایشور! میرے اوپر رحم کر تاکہ میں سچے دھرم کو ٹھیک ٹھیک جان سکوں۔ اور تمام جاندار مجھ پر بے تعصب دوستانہ محبت کی نظر رکھیں۔ یعنی سب میرے دوست ہوں۔ آپ میری اس نیک خواہش کو مضبوط کیجئے اور مجھے سچے سکھ اور نیک گنوں میں ہمیشہ ترقی عطا کیجئے میں تمام جانداروں کو اپنی آتما کے مثال دوستانہ محبت و پیار کی نظر سے دیکھوں۔ اور ہم سب ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو محبت کی نظر سے دیکھیں۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے کو سکھ پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں (یجر وید۔ ادھیائے 36۔ منتر 18)

اس ایشور کے اپدیش (ہدایت) کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ اس کی مدد کے بغیر سچے دھرم کا گیان (علم) **انشٹھان** (پابندی) اور پورتی (تکمیل و کامیابی) نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیے کہ:

"اے اگنی (پرمیشور) عہد و صداقت کے مالک و محافظ (برت پتی) میں سچے دھرم پر چلوں گا یعنی اس کی پابندی کروں گا۔" اشت پتھ براہمن کانڈ 1۔ ادھیائے 1 میں لکھا ہے کہ "جن میں سچائی ہے ان کا نام دیو ہے اور جن میں جھوٹ ہے ان کا نام منش (انسان) ہے۔ دیو یہی برت (عہد) کرتے ہیں کہ سچ بولیں۔" (سچائی پر عمل کرنے سے دیوتا اور جھوٹ پر عمل کرنے سے منش ہوتے ہیں۔ اس لئے سچ پر عمل کرنے ہی کو دھرم کہتے ہیں) اے پرمیشور! مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ مجھ کو ہمت دیجئے کہ

میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو (عہد مذکور یہ ہے) کہ میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ' کھوٹے چلن اور 1 دھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں۔ (یجر وید۔ ادھیائے 1- منتر 5)

ہمت مرداں مدد خدا

اس دھرم کے عہد کو بنانے کے لئے ایشور سے پرارتھنا اور خود بھی پرشارتھ یعنی کوشش و ہمت کرنی چاہیئے۔ جو شخص خود محنت و کوشش نہیں کرتے۔ ان پر ایشور مہربانی نہیں کرتا مثلاً جسے آنکھ دی ہے وہی دیکھتا ہے نہ کہ اندھا۔ اسی طرح جو شخص دھرم پر عمل کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور اس کے لئے خود تدبیر و کوشش اور ایشور کی مہربانی کے لئے پرارتھنا (استدعا) کرتا ہے اسی پر ایشور مہربان ہوتا ہے نہ کہ اس کے خلاف کرنے والے پر وجہ یہ ہے کہ اس بات کو پورا کرنے کے سامان اور ذریعے (1) ایشور نے پہلے ہی سے جیو کو عطا کر دیئے ہیں اور ان کو اس مقصد کے حصول کے لئے عین موزوں و مناسب بنایا ہے جس شئے سے جس قدر فائدہ لینا ممکن ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے خود ہمت اور کوشش کرنی چاہیئے اور اس کے بعد ایشور کی مہربانی و رحمت کا خواستگار ہونا چاہیئے۔ جب کوئی انسان دھرم کے جاننے کی خواہش اور سچائی پر عمل کرتا ہے۔ تب ہی اس کو سچائی کا علم ہوتا ہے۔ ہر انسان کو سچائی پر ہی اعتقاد رکھنا چاہیئے نہ کہ جھوٹ پر۔

سچائی کا علم

"جو شخص سچا برت (عہد) کرتا ہے وہ دیکشا (اعلیٰ درجہ) کو پاتا ہے اور جب وہ دیکشا پا کر عمدہ اور اعلیٰ گنوں کے ذریعہ سے صاحب رتبہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہر طرف سے اس کی عزت اور قدر و تعظیم ہوتی ہے۔ یہی اس کی دکشنا (انعام) ہے۔ اس انعام کو وہ اسی دیکشا یعنی اچھے گنوں پر عمل کرنے سے حاصل کرتا ہے۔ جب وہ برہمچرج وغیرہ سچے برتوں (عہدوں) سے خود اپنی ذات اور نیز دوسروں سے تعظیم یافتہ ہوتا ہے (دکشنا) اس پر سب کا پختہ اعتقاد اور اعتبار جما دیتی ہے۔ کیونکہ سچ پر عمل کرنے ہی سے عزت و اعتبار ہوتا ہے۔ جب درجہ بدرجہ اس کا اعتبار بڑھتا جاتا ہے تب اسی اعتبار سے وہ پرمیشور۔ موکش اور دھرم وغیرہ کو حاصل کرتا ہے۔" (یجر وید' ادھیائے 19- منتر 30)

اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ سچائی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ انسان میں

بھروسہ، ہمت، تدبیر اور محنت موجود ہوں۔

"ایشور نے شرم (تدبیر اور محنت و سعی) اور تپ (دھرم کی پابندی) سے تمام انسانوں کو بنایا یا پیدا کیا ہے۔ اس لئے انسان کو اس برھم یعنی وید یا پرمیشور کے گیان (معرفت) سے عالم و عارف ہونا چاہئے رت یعنی برھم یا محنت پر بھروسہ کر کے ہمیشہ ان کی پابندی کرنی چاہئے۔ (اتھر وید۔ کانڈ 12- انوواک 5- منتر 1)

ہر انسان کو ستیہ یعنی وید اور شاستروں اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے خوب آزما کر بے شک و شبہ سچائی کو حاصل کرنا چاہئے اور بڑی تدبیر و کوشش سے شری یعنی نیک گن اور نیک چلن یا عالمگیر حکومت وغیرہ اعلیٰ درجہ کی لکشمی (اقبال و حشمت) اور یش یعنی اچھے گنوں کو اختیار کرنے اور سچائی کی پابندی سے ناموری اور شہرت حاصل کرنی چاہئے۔" (اتھر وید کانڈ 12- انوواک 5- منتر 2)

دھرم کے اصول

ان منتروں میں شرم، تپ، رت، ستیہ، شری اور یش سب دھرم کے نشان (لکشن) بتائے گئے ہیں۔ "ہر انسان کو ہمیشہ سودھا یعنی اپنی ہی چیز پر قناعت کرنے یا نیک گنوں کو اختیار کرنے سے سب کا خیر خواہ ہونا چاہئے اور شردھا یعنی اعتبار کو بڑھانا چاہئے (اعتبار کی جڑ سچائی ہے نہ کہ جھوٹ اس لئے سچائی میں قائم رہنا چاہئے) اور راستی شعار سچے عالموں کی سچی نصیحت (اپدیش) سے اپنے آپ کو سدھارنا اور نیز سب لوگوں کا گپتا یعنی سدھارنے والا اور یگیہ یعنی محیط کل پرمیشور کی نظر میں سب کو فائدہ پہنچانے والے اشومیدھ وغیرہ یگیوں میں یا علم صنعت (شلپ ودیا) اور فن و ہنر (کریا کشستا) میں معزز و ممتاز ہونا چاہئے۔ یہ دنیا (لوک) دار فنا (ندھن) ہے اس لئے جب تک جئیں سب کو برابر فائدہ پہنچانا اور نیک کاموں کا پابند رہنا مناسب ہے۔ (اتھر وید کانڈ 12- انو واک 5- منتر 3)

یہ ایشور کا اپدیش (ہدایت) ہے جسے سب کو ماننا چاہئے۔

"اوج یعنی عدل و انصاف کو نگاہ میں رکھنے کی سعی و کوشش اور تیج یعنی سچے کاموں میں دلیری، بہادری، بےخوفی اور دل کی شیری رکھنی چاہئے۔ اور سہ یعنی سکھ دکھ یا نفع نقصان پا کر رنج یا خوشی نہ ماننا، بلکہ ان کو برداشت کرنا اور ان کو مغلوب کرنے کے لئے بڑی تدبیر و کوشش کا عمل میں لانا چاہئے بل یعنی برہمچرج وغیرہ نیک اصول پر عمل کرنے سے جسم اور

دماغ وغیرہ کی صحت قائم رکھنا اور اعضا کی توانائی۔ عقل کا رسوخ و صفائی اور قوت و جلال سے رعب و داب حاصل کرنا چاہئے۔ داک یعنی زبان کو علم و تربیت راست گوئی و شیریں کلامی وغیرہ نیک اوصاف سے آراستہ کرنا چاہئے۔ اور اندرہ یعنی راتک (قوت گفتار) کے علاوہ من وغیرہ چھ حواس باطنی (گیان اندری) اور (چونکہ قوت گفتار تمثیلاً آئی ہے اس لئے) پانچوں قواء احساس خارجی (کرم اندری) بھی سچے دھرم میں قائم اور پاپ سے ہمیشہ الگ رکھنی چاہئیں۔ شری یعنی ...... کامل تدبیر و محنت سے عالمگیر حکومت حاصل کرنی چاہئے اور ہر انسان کو دھرم یعنی دیدوں میں بتائے ہوئے دھرم پر، جس سے پر انصاف و بے تعصب سچائی پر عمل کرنا اور سب کی بھلائی کرنا مراد ہے، ہمیشہ عمل کرنا چاہئے۔" (اتھرو 12-5- 7)

واضح رہے کہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے یا اب آگے کہتے ہیں وہ سب دھرم ہی کی تشریح ہے۔ "برہم یعنی براہمن، اعلیٰ درجہ کے عالم اور عمدہ گنوں اور اعمال والے اور دوسروں میں اچھے گنوں کو پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ یعنی براہمن کو ہمیشہ مذکورہ بالا گنوں میں ترقی کرنی چاہئے۔ کشتر یعنی کشتری کو صاحب علم، کارداں، بہادر، مستقل مزاج، دلیر اور جفاکش ہونا چاہئے۔ راشٹر یعنی راج ہمیشہ نیک آدمیوں کی سبھا اور عمدہ و معقول قوانین کے ذریعہ سے ایسے نیک اصول پر ہونا چاہئے کہ جس میں سب کو سکھ ملے۔ وش یعنی بنج بیوپار کرنے والے و ستس وغیرہ رعایا کے لئے تمام روئے زمین پر بے روک ٹوک آمد و رفت کا ذریعہ قائم کر کے بذریعہ تجارت دولت کی ترقی اور حفاظت کرنی چاہئے۔ توشی یعنی علم کی روشنی اور نیک تربیت سے نیک گنوں اور پاک خواہشوں کو پیدا کرنا چاہئے لیش یعنی دھرم کے ساتھ اعلیٰ ناموری قائم کرنی چاہئے۔ ورچہ یعنی نیک علوم کی اشاعت اور پڑھنے پڑھانے کا معقول انتظام کرنا چاہئے اور درون یعنی غیر حاصل چیز کو انصاف و حق کے ساتھ حاصل کرنے کی خواہش اور حاصل شدہ کی حفاظت کی ہوئی چیز کی ترقی اور ترقی یافتہ دولت کو نیک کاموں میں لگانا چاہئے۔ اور اس چار قسم کی تدبیر سے دولت و حشمت کی ترقی سکھ کے لئے ہمیشہ کرنی چاہئے۔ (اتھرووید کانڈ 12- انوواک 5- منتر 8)

"آیو یعنی حفاظت منی اور کھانے پہننے وغیرہ کے عمدہ اصول اور برھم چرج پر بخوبی عمل کرنے سے عمر و طاقت کو بڑھانا چاہئے۔ روپ یعنی نفس پرستی سے کنارہ کش ہو کر اپنے جسم کو سڈول و خوش وضع رکھنا چاہئے۔ نام یعنی نیک کام کرنے سے اپنے نام کی شہرت

حاصل کرنی چاہئے۔ تاکہ دوسروں کو بھی نیک کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ کیرتی یعنی نیک گنوں کو حاصل کرنے کے لئے ایشور کے گنوں کو بیان (کیرتن) کرنا یا سچی ناموری حاصل کرنی چاہئے۔ پران اپان یعنی پرانایام کے طریق سے پران اور اپان کی صفائی اور قوت افزائی کرنی چاہئے۔ جو ہوا جسم سے باہر نکلتی ہے اس کو پران کہتے ہیں اور جو باہر سے جسم کے اندر جاتی ہے۔ اس کو اپان کہتے ہیں۔ صاف پاک جگہ میں رہنے اور ان دونوں سانسوں کو (قوت کے موافق) اندر اور باہر روکنے سے عقل و دماغ اور جسم کی قوت بڑھتی ہے۔ چکشو و شروتر یعنی عین الیقین وغیرہ (پر تیکش) اور لفظوں سے پیدا ہونے والے علم سماعی یا انمان (قیاس) وغیرہ دلائل (پرمان) کا بھی پورا علم ہونا چاہئے۔ اور ان کے ذریعہ سے سچا علم اور سچی معرفت حاصل کرنی چاہئے۔" (اتھرو 12- 5- 9)

"پیہ یعنی پانی وغیرہ اور رس یعنی دودھ اور گھی وغیرہ سب چیزیں ویدک (علم طب) کے مطابق صاف اور درست کر کے استعمال کرنی چاہئیں۔ ان یعنی اناج یا پکائی ہوئی غذا اور اناد یعنی کھانے کے لائق صاف اور عمدہ بنایا ہوا کھانا بنا کر کھانا چاہئے رت یعنی برھم کی ہمیشہ اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے۔ اور ستیہ یعنی علم الیقین (پر تیکش) وغیرہ دلائل (پرمانوں) سے ثابت کیا ہوا جیسا علم اپنی آتما میں ہو ویسا ہی ہمیشہ صحیح صحیح بیان کرنا چاہئے۔ اور خود بھی اسی کو ماننا چاہئے۔ اشٹ یعنی برھم کی اپاسنا (عبادت) اور سب کو فائدہ پہنچانے والی یگیہ کرنی چاہئیں۔ پورت یعنی دل' زبان اور فعل سے کامل محنت و کوشش کے ساتھ یگیہ کی تکمیل اور برھم اپاسنا (عبادت الٰہی) کے لئے تمام سامان بہم پہنچانا چاہئے پرجا یعنی اولاد وغیرہ یا رعیت کو عمدہ تعلیم و تربیت دے کر سکھی رکھنا چاہئے اور پشو یعنی ہاتھی اور گھوڑے وغیرہ جانوروں کو بخوبی سدھارنا اور تعلیم دینا چاہئے (اتھروید کانڈ 12- انوواک 5- منتر 10)

"ویدوں میں اس قسم کے بہت سے منتروں کے اندر ایشور نے دھرم کا اپدیش (ہدایت) کیا ہے اور ان منتروں میں لفظ "چہ" (2) بمعنی "اور" کے بار بار آنے سے یہ سمجھنا چاہئے کہ انسان کو مذکورہ بالا گنوں کے علاوہ اور بھی نیک گن اختیار کرنے چاہئیں۔

اب دھرم کے مضمون پر تیتریہ شاکھا سے چند حوالے درج کئے جاتے ہیں جس قدر دھرم کی باتیں ان منتروں میں بتائی گئی ہیں۔ ان پر ہر انسان کو عمل کرنا چاہئے۔

"رت یعنی حقیقت اصلی یا علم و معرفت' ستیہ یعنی سچائی پر عمل کرنا' تپ یعنی گیان اور' رت وغیرہ دھرم کے اصول کی ٹھیک ٹھیک پابندی' دم یعنی اندریوں کو ادھرم یا پاپ کے

چلن سے قطعی ہٹا کر ہمیشہ سچے دھرم کے راستہ میں لگانا' شم یعنی دل سے بھی کبھی ادھرم یا پاپ کرنے کی خواہش نہ کرنا' اگنی یعنی وید وغیرہ شاستروں اور آگ وغیرہ اشیاء سے اعلیٰ مقصود انسانی (پرمارتھ) اور کاروبار دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے علم کو ترقی دینا' اگنی ہوتر یعنی روزمرہ ہون سے لے کر تمام جانداروں کو سکھ پہنچانا اور اتتھی یعنی پورے پورے عالم اور دھرماتما لوگوں کی صحبت و خدمت سے سچائی کی تحقیقات اور شکوک کو رفع کرنا چاہئے۔ مانش یعنی اصول جہانداری کا علم اور دنیوی حشمت اور جاہ و جلال حاصل کرنا چاہئے۔ پرجا یعنی دھرم سے اولاد پیدا کر کے اس کو سچے دھرم کی تعلیم دینی اور سچے علوم و تربیت سے آراستہ کرنا چاہئے۔ پرجن یعنی بطریق افزائش (و کفایت) منی و خواہش اولاد۔ باقاعدہ وقت مقررہ پر (اپنی عورت سے) صحبت کرنی چاہئے۔ پرجاپتی یعنی حمل کی حفاظت اور وقت تولد کامل احتیاط اور اولاد کی جسمانی و دماغی ترقی کے لئے مناسب انتظام کرنا چاہئے۔

راتھی تر آچاریہ کی رائے ہے کہ انسان کو ہمیشہ راست گفتار ہونا چاہئے پورو ششٹی آچاریہ کی رائے ہے کہ رت وغیرہ اصول دھرم پر عمل کرنا ہی سچے علم اور دھرم کی پابندی کرنا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مگر ناکو موڈ گلیہ رشی کی رائے ہے کہ سو ادھیائے (علوم وید کو پڑھنا) اور پروچن (یعنی دوسروں کو پڑھانا) یہ دو باتیں سب سے بڑھ کر مقدم ہیں۔ انسان کے لئے یہی سب سے بڑا تپ ہے اور اس سے افضل کوئی دھرم کا اصول نہیں ہے۔" (تیتریہ آرنیک پرپاٹھک 7 سانو واک 9)

"تعلیم وید کے ختم ہونے پر آچاریہ (استاد) شاگرد کو اپدیش (نصیحت) کرتا ہے کہ اے شاگرد! تجھے ہمیشہ سچ بولنا چاہئے۔ اور راست گفتاری وغیرہ اصول دھرم پر عمل کرنا چاہئے۔ شاستروں (علمی کتب) کا پڑھنا اور پڑھانا کبھی نہ چھوڑنا۔ آچاریہ کی خدمت کرنا اور اولاد پیدا کرنے کے لئے (خانہ داری) اختیار کرنا سچے دھرم پر قائم رہنا۔ ہوشیاری سے سامان آسائش کو ترقی دینا۔ عالموں اور عارفوں سے علم و معرفت حاصل کرنا اور ہمیشہ ان کی خدمت و تواضع میں مستعد رہنا۔ تجھے ماں' باپ' آچاریہ اور اتتھی (گھر آئے عالم یا سنیاسی یا مہمان) کی تواضع و خدمت دل سے کرنی چاہئے۔ اور ان باتوں میں کبھی غفلت یا فروگذاشت نہ کرنی چاہئے۔ ماں اور باپ وغیرہ اپنی اولاد کو اس طرح نصیحت کریں کہ "اے بیٹا! جو کام ہم اچھے کرتے ہیں۔ ان کو تجھے بھی کرنا چاہئے۔ لیکن اگر ہم کوئی پاپ کی بات کریں تو تجھے ہرگز اس پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ ہم لوگوں میں جو عالم اور برھم کے جاننے

والے ہوں۔ تجھے ان کی سنگت یا صحبت اور ان کے قول کا یقین کرنا چاہئے۔ اور ان کے سوائے اور کسی کی بات پر یقین نہ کرنا چاہئے انسان کو علم وغیرہ کا دان محبت یا توفیق سے دباؤ یا بے دلی سے اپنے اقبال و حشمت پر خیال کر کے شرم و خوف سے یا بخیال ایفائے عہد ہمیشہ کرنا چاہئے یعنی یہ سمجھنا چاہئے کہ لینے سے دینا نہایت درجہ شریے یہ (نیک یا نجات دینے والا کام) ہے (آچاریہ اپنے شاگرد کو یہ نصیحت کرے کہ) اے شاگرد! اگر تجھے کسی کام یا چلن کی بات میں شک یا شبہ پیدا ہو جائے تو برھم (پرمیشور یا وید) کے جاننے والے بے تعصب یوگیوں اور پاپ سے خالی اور علم صفات سے موصوف دھرم کا خیال رکھنے والے عالموں سے اس کی بابت اطمینان کرنا چاہئے۔ اور جو ان کا چلن ہو تجھے بھی اسی راستے پر چلنا چاہئے۔ تجھے یہ نصیحت اپنے دل میں مضبوط قائم کر لینی چاہئے۔ یہی ویدوں کا راز مخفی (اپنشد) ہے۔ یہی سب کے لئے ہدایت ہے۔ ہمیشہ اسی پر عمل کرتے ہوئے بڑی شردھا (عقیدت) سے ہست مطلق، عین علم و عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف برھم کی اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے۔ اور اس کے سوائے اور کسی کو ماننا یا پوجنا نہیں چاہئے۔ (تیتریہ ... بلک پرپاٹھک 7۔ انوواک 11)

اب تپ کی تعریف کرتے ہیں۔

"رت یعنی علم حقیقت کو حاصل کرنا اور برھم کی اپاسنا (عبادت) کرنا، ستیہ یعنی سچ بولنا اور ست ہی پر عمل کرنا، شرت یعنی تمام علوم کو سننا اور دوسروں کو سنانا، ستا تم یعنی ادھرم یا پاپ سے الگ ہو کر دل کو دھرم میں قائم کرنا اور من کو قابو میں رکھنا۔ دم یعنی اندریوں کو ادھرم سے ہٹانا اور دھرم میں لگانا، شم یعنی دل کو ادھرم سے روک کر دھرم میں لگانا، ... یعنی سچے علم وغیرہ کا دان کرنا، یگیہ یعنی مذکورہ بالا یگیوں کی پابندی۔ یہ سب باتیں لفظ ... سے مفہوم ہوتی ہیں۔ اس کے خلاف کرنا تپ نہیں ہے۔ اے انسان! جو برھم سب ... محیط ہے تو اسی کی اپاسنا کر اور اسی کو تپ سمجھ اور اس کے خلاف نہ کر۔" (تیتریہ ... پرپاٹھک 10 انوواک 8)

"سچ بولنے اور سچائی پر عمل کرنے سے بڑھ کر کوئی دھرم کی تعریف نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سچائی سے ہی موکش (نجات) اور دنیا کا سکھ حاصل ہوتا ہے اور کبھی اس کا زوال نہیں ... سچے لوگوں کی تعریف صرف سچائی پر عمل کرنا ہے۔ اس لئے ہر انسان کو ہمیشہ سچائی پر ... چلنا چاہئے۔ ... رت وغیرہ دھرم کے اصول پر عمل کرنا ہی تپ ہے اور ٹھیک ٹھیک برہم

چرج کی پابندی سے علم کا حاصل کرنا برھم کہلاتا ہے۔ اسی طرح دان وغیرہ کی نسبت بھی سمجھنا چاہئے۔ عالموں کی تعریف علمی و ذہنی لیاقت یا سوچنے کی طاقت ہے اسی طرح ستیہ یعنی برھم کے حکم سے ہوا چلتی ہے سورج چمکتا ہے اور اسی ستیہ سے انسان کی عزت ملتی ہے نہ کہ اس کے بغیر' اور صاحب علم رشی' پران (انفاس) اور وگیان (معرفت) وغیرہ اسی ستیہ سے قائم ہیں۔" (تیتریہ 10- 62 و 63)

"آتما یعنی پرمیشور' ستیہ یعنی سچے دھرم پر چلنے' سچے گیان (معرفت) حقیقی اور برہم چرج سے حاصل ہوتا ہے۔ سب عیبوں سے پاک اور اندریوں (حواس) کو قابو میں رکھنے والی یوگی اس نور مطلق پاک پرمیشور کو اپنے جسم کے اندر دیکھتے ہیں۔" (منڈک اپنشد۔ منڈک 3- کھنڈ 1- منتر 5)

سچ پر ہی عمل کرنے سے فتح ہوتی ہے۔ ہر انسان ہمیشہ سچائی سے فتح پاتا ہے اور جھوٹ یا ادھرم اور پاپ کے راستے پر نہیں چلتے ہیں۔ جو سچائی اور دھرم کا مخزن اعلیٰ برھم ہے اسی کو حاصل کر کے راحت جاودانی (3) (موکش) حاصل ہوتی ہے نہ کہ اور کسی طرح۔" (منڈک اپنشد۔ منڈک 3- کھنڈ 1- منتر 6)

اس لئے ہر انسان کو سچے دھرم کی پابندی اور ادھرم یا پاپ سے نفرت کرنی چاہئے۔

دھرم کی تعریف

"وید کی ہدایت سچے دھرم پر چلنے کی تحریک کرتی ہے اور اسی سے سچے دھرم کا نشان ملتا ہے۔" (پورومیمانسا- ادھیائے 1- پاد 1- سوتر 2)

جس میں انرتھ یعنی ادھرم اور پاپ کا دخل نہ ہو اسے دھرم یا ارتھ نامزد کرتے ہیں اور جس بات کو ایشور نے ممنوع کیا ہے اس کو انرتھ یعنی ادھرم یا پاپ سمجھنا چاہئے۔ اور ہر انسان کو اس سے بچنا چاہئے۔

"جس پر عمل کرنے سے حشمت و اقبال یعنی حسب دلخواہ دنیوی سکھ حاصل ہوتا ہے اور جس سے اعلیٰ مقصد انسانی (موکش) کا سکھ بھی ملتا ہے اس کو دھرم جاننا چاہئے۔" (ویشیشک 1- 1- 2)

پس جو اس سے خلاف ہو اسے ادھرم سمجھنا چاہئے۔ ان (سوتروں) میں بھی ویدوں ہی کی تشریح ہے۔ اس طرح ایشور نے وید میں بہت سے منتروں کے اندر دھرم کا اپدیش

(ہدایت) کیا ہے۔ یہ ایشور کا بتایا ہوا دھرم ہر انسان کے لئے ہے۔ اور سب کے لئے ایک ہی دھرم ہے۔ پس یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ اس کے سوائے کوئی دوسرا دھرم بھی ہے۔

باب:8

پیدائش عالم کا بیان

یہ تمام کائنات جو نظر آتی ہے اس کو پرمیشور نے بنایا ہے وہی اس کی حفاظت کرتا ہے اور پرلے (فنا) کے وقت اس کے ذروں کو الگ الگ کر کے غیر محسوس کر دیتا ہے اور متواتر اسی طرح کرتا ہے۔ جس وقت یہ ذروں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شونیہ آکاش بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اس وقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت بھی نہ تھی (1) اور نہ پرمانو (ذرے) تھے۔ وراٹ (کائنات) میں جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اس وقت صرف پر برھم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرم) بے علت (اکارن) ہے موجود تھی۔ صبح کے وقت جو کوہر دھوئیں کی طرح پڑتی ہے اس میں خفیف سی رطوبت ہوتی ہے۔ جس طرح اس رطوبت سے زمین نہیں ڈھک سکتی اور نہ ندی یا نالہ چل سکتا ہے کیونکہ اس میں پانی ہی کتنا ہوتا ہے اور کیا اس کی بساط ہوتی ہے جو کسی چیز کو ڈھانپ سکے۔ اسی طرح پرمیشور کا کوئی آدرک یعنی ڈھانپنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے سامنے سب، ہیچ اور ناچیز ہیں۔ تمام کائنات اس قدرت سے پیدا ہوتی ہے پھر اس برھم کے سامنے اس کی کیا ہستی اور حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اس لئے اس برہم کو کوئی شے نہیں ڈھانپ سکتی۔ یہ تمام کائنات اس غیر متناہی برہم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ (رگ وید۔ **اشٹک** 8۔ ادھیائے 7۔ ورگ 17۔ منتر 1)

اس سے آگے 2 سے لے کر 6 تک سب منتر آسان ہیں (ان میں صرف یہی کہتا ہے کہ جب یہ کائنات پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت نہ فنا تھی نہ بقا۔ رات تھی نہ دن۔ یہ تمام کائنات بالکل غیر محسوس نامعلوم اور ناقابل تمیز تھی۔ پھر اس پرمیشور نے جو سب کا

مالک اور سب کو قائم رکھنے والا اور فنا کرنے والا ہے پرکرتی سے اس تمام عالم محسوس کو بنا کر ظاہر کیا' ان منتروں کا ترجمہ تفسیر میں کیا جائے گا۔

عالم کی پیدائش قیام اور فنا پرمیشور کے ہاتھ ہے

جس پرمیشور نے اس کائنات محسوس اور گوناگوں مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہی اس کو قائم رکھتا اور بناتا یا بگاڑتا ہے۔ اس کو فنا و بقا اسی کے ہاتھ ہے۔ اس سب کے مالک اور آکاش۔ آتما یعنی وسیع و بسیط اور آکاش کی طرح محیط کل پرمیشور میں یہ تمام کائنات قائم ہے اور پرلے میں اسی سبب الاسباب پربرھم کی قدرت میں سما جاتی ہے۔ وہ پرمیشور سب کا حاکم ہے۔ اے پیارے جیو! جو عالم اس پرمیشور کو جانتا ہے وہی راحت اعلیٰ کو حاصل کرتا ہے اور جو اس موجود کل سبب مطلق عین علم اور عین راحت اور بے زوال پرمیشور کو نہیں جانتا۔ وہ بالیقین اعلیٰ سکھ کو نہیں پاتا" (رگ وید۔ اشٹک 8۔ ادھیائے 7 ورگ 17 منتر 7)

"پیدائش عالم سے پہلے ہرنیہ گربھ (پرمیشور) اس پیدا شدہ عالم کا ایک سے عدیل مالک یا محافظ تھا اس نے زمین سے لے کر آکاش تک تمام کائنات کو بنایا۔ اور وہی اس کو قائم رکھتا ہے اس عین راحت دیو (ایشور) کے لئے ہم دلی محبت سے اپنی عبادت یا عجز و نیاز نذر کرتے ہیں۔" (رگوید 8۔ 7۔ 3۔ 1)

(اب اس سے آگے یجروید کے اکتیسویں ادھیائے کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اس میں بالکل پیدائش عالم کا مضمون ہے۔ اس ادھیائے کو جس میں 22 منتر ہیں۔ پرش سوکت بھی کہتے ہیں)

پرش سوکت یعنی یجروید کا اکتیسواں ادھیائے

منتر 1 "سہسر شیرشا پرش' یعنی وہ پرماتما جس میں ہم جیسوں کے بیشمار سر اور سہسر آکش (بیشمار آنکھیں) اور سہسرپات (بیشمار پاؤں) قائم ہیں۔ سب جگہ اندر' باہر بھومی (تمام کائنات) یعنی زمین سے لے کر پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) تک سب پر محیط ہے۔ اور وش انگل یعنی برہمانڈ (کائنات) اور ہردے (قلب) اور پانچواں پران (انفاس) معہ چاروں انتہ کرن دل' عقل' حافظہ' انانیت اور جیو پر اور ان سب سے باہر بھی سب جگہ محیط اور اندر باہر سب جگہ موجود ہے۔"

اس منتر میں لفظ پرش موصوف ہے اور ''سہسر شیرشا'' وغیرہ الفاظ اس کی صفات ہیں۔
لفظ پرش کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ جو پرمیشور پری یعنی تمام کائنات میں سوتا ہے یعنی سب میں سمایا ہوا موجود اور سب پر محیط ہے اس پرمیشور کو پرش کہتے ہیں۔'' (ازکت ادھیائے 1- کھنڈ 13)

''جو پرمیشور پری' یعنی اس تمام سنسار میں سمایا ہوا اور تمام کائنات اور جیو کے اندر بھی اپنی ذات سے محیط د ساری ہے اس کو پرش کہتے ہیں۔ چنانچہ اس انتر پرش یعنی سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنے والے پرمیشور کی تعریف میں یہ رگ وید کا منتر ہے۔ جس محیط کل پرش یعنی پرمیشور سے کوئی بھی اعلیٰ و اشرف' عدیل و ہمسر یا افضل د برتر نہیں اور جس سے زیادہ لطیف یا وسیع و بسیط کوئی شئے نہیں ہے اور نہ پہلے ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی اور جو تمام (کائنات) کو حرکت دیتا ہوا خود بے حرکت قائم ہے اور زمین و سورج وغیرہ تمام کائنات پر محیط ہو کر سب کو اس طرح سنبھالے ہوئے ہے۔ جس طرح درخت شاخوں' پتوں' پھلوں اور پھولوں کو سر پر اٹھائے کھڑا رہتا ہے۔ جو ایک اور بے عدیل ہے۔ جس کے سوائے کوئی دوسرا ہم جنس یا غیر ہم جنس ایشور نہیں ہے۔ اس پرش یا محیط کل پرمیشور سے یہ تمام کائنات معمور ہے۔ اس لئے پرش سے پرمیشور مراد ہونے میں وید کا منتر اعلیٰ درجہ کی شہادت یا سند ہے'' (نرکت ادھیائے 2- کھنڈ 3)

اس تمام کائنات کا نام سہسر ہے کیونکہ شت پتھ براہمن کانڈ 7- ادھیائے 5 میں لکھا ہے کہ ''اس تمام کائنات کو سہسر کہتے ہیں وغیرہ۔''

منتر میں لفظ بھومی صرف تمثیلاً آیا ہے دراصل اس سے تمام موجودات (بھوت) مراد ہے اور لفظ دش انگل بھی ایک استعارہ ہے دس انگل سے۔

(1) یہ محدود کائنات مراد ہے۔ کیونکہ پانچ عناصر کثیف (ستھول بھوت) اور پانچ عناصر لطیف (سوکشم بھوت) سے مل کر یہ دس اجزاء والی تمام کائنات بنتی ہے۔

(2) پانچ پران معہ حواس اور چار امتہ کرن (دل' عقل' حافظہ اور انانیت) اور دسواں جیو بھی مراد ہو سکتی ہے۔

(3) اس کے معنی ہردے (دل) کے بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی دس انگل بھر ہے۔
گویا وہ پرمیشور ان تینوں قسم کی اشیاء میں اور نیز ان سے باہر اور ست پر محیط ہے۔

صانع قدرت سب کا علت فاعلی اور خود غیر مولود ہے

منتر 2- ''جو کائنات پیدا ہو چکی ہے اور جو آئندہ پیدا ہو گی- اور نیز جو اب موجود ہے- الغرض تینوں زمانوں میں وہی پرش یعنی پرمیشور کل موجودات کو بناتا ہے- اس کے سوائے کوئی دوسرا دنیا کا بنانے والا نہیں ہے- وہی ایشور سب کا مالک و حاکم اور امرت یعنی موکش عطا کرنے والا ہے- موکش اسی کے اختیار میں ہے- اس کے سوائے کسی دوسری کی طاقت نہیں ہے کہ موکش دے سکے- چونکہ وہ پرش پرماتما ان یعنی مٹی وغیرہ کل کائنات فانی سے الگ اور جینے مرنے وغیرہ سے مبرا ہے- اس لئے وہ بذات غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے- وہی اس کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہے- اس کی کوئی علت اولیٰ نہیں ہے- بلکہ سب کی اولین علت فاعلی اسی پرش (پرمیشور) کو جاننا چاہئے-''

کائنات محسوس سے سہ چند' کائنات غیر محسوس ہے

منتر 3- ''گذشتہ- آئندہ موجودہ جس قدر کائنات ہے- اس سب کو اسی پرش کی مہما یعنی عظمت کا نشان سمجھنا چاہئے (یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے) کہ محدود کائنات کو اس کی عظمت کا نشان بتانے سے اس کی عظمت محدود ہو جاتی ہے- اس کا جواب اسی منتر میں آگے دیتے ہیں کہ) اس کی عظمت اسی پر محدود نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور غیر محدود ہے- پرکرتی سے لے کر زمین تک تمام (لطیف و کثیف) کائنات اس غیر متناہی قدرت والے ایشور کے ایک پہلو میں قائم ہے اس کی ذات پرنور میں امرت (عالم غیر فانی یا موکش کا سکھ) موجود ہے- یعنی تین حصہ کائنات عالم لطیف و روشن میں موجود ہے- گویا غیر روشن دنیا ایک حصہ ہے اور بذات خود روشن دنیا اس سے تگنی ہے اور وہ ایشور عین راحت (موکش سو روپ) حاکم کل' معبود کل' عین مسرت اور سب کو روشن و منور کرنے والا ہے-''

منتر 4- ''وہ پرش (پرمیشور) مذکورہ بالا تین حصہ کائنات سے اوپر یعنی اس سے الگ ہے اور جو ایک حصہ دنیا اوپر بیان کی گئی ہے اس (یعنی اس دنیا) سے بھی وہ ایشور الگ ہے وہ تین حصہ دنیا اور یہ ایک حصہ دنیا مل کر کل چار حصے ہوتے ہیں یہ تمام کائنات اس پرماتما کی ذات میں قائم ہے- اور پرلے کے وقت اسی کی قدرت میں سما جاتی ہے مگر وہ پرش (پرمیشور) اس حالت میں بھی جہالت' ظلمت' بے علمی' جینے مرنے اور بخار وغیرہ دکھوں سے الگ اور اپنے نور و جلال کے ساتھ قائم رہتا ہے- اور اسی کی قدرت سے یہ تمام

کائنات پھر دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ کائنات دو قسم کی ہے۔"

(1) **اشنا** (کھانے والی) جس سے جنگم (متحرک) جیو (ذی روح) اور چیتن (ذی شعور) مراد ہے۔

(2) **انشنا** (نہ کھانے والی) جس سے غیر ذی شعور' اناج اور زمین وغیرہ جرط (غیر ذی روح) اشیاء جن میں جیو نہیں ہے مراد ہیں۔

یہ دونوں قسم کی کائنات اسی پرش کی قدرت سے پیدا ہوتی (یعنی ظہور میں آتی) ہے وہ ایشور سب کی آتما ہونے کی وجہ سے اس دونوں قسم کی کائنات کو گوناگوں اور بطرز احسن بنا کر ظاہر کرتا ہے اور ان سب کو پیدا کرکے ان پر ہر طرف سے محیط ہوتا ہے۔"

منتر 5- "اس پرمیشور سے یہ وراٹ یعنی برہمانڈ (کائنات) کا پیکر' جس کا مرقع اس طرح کھینچا گیا ہے کہ سورج اور چاند اس کی آنکھیں' ہوا پران اور زمین پاؤں ہیں وغیرہ اور جو کل اجسام کا جسم جامع اور گوناگوں موجودات سے پررونق ہے' پیدا ہوا۔ اس وراٹ کے پیچھے کائنات کے **تتونوں** (عناصر) سے ترکیب اعضاء پا کر پرش (ہر جاندار اور جیو کا مسکن یعنی جدا جدا ہر متنفس کا جسم) پیدا ہوا۔ یہ جسم برہمانڈ کے اجزاء سے پرورش پا کر بڑھتا ہے اور پھر فنا ہو کر اسی میں سما جاتا ہے مگر وہ پرمیشور ان سب موجودات سے برتر اور الگ ہے۔ ایشور پہلے زمین کو پیدا کرتا ہے۔ اور پھر اس کی قدرت سے جیو بھی جسم اختیار کرتا ہے۔ مگر وہ پرش (پرمیشور) اس جیو سے بھی برتر اور اس سے الگ ہے۔"

جیو کے لئے ایشور نے اناج۔ گھی اور دودھ کو پیدا کیا ہے

منتر 6- "اس سروہت (2) یگیہ یعنی پرمیشور کی قدرت سے پرشت (اناج یا گھی اور شہد دودھ وغیرہ تمام کھانے کی چیزیں ...... جو بھوک رفع کرنے والی ہیں) پیدا ہوئیں' پرشت مصدر پرشو معنی سینچنا یا ڈالنا سے بنتا ہے۔ اس لئے بھوک مٹانے کے لئے جو اناج وغیرہ چیزیں معدہ میں ڈالتے یعنی کھاتے ہیں انہیں پرشت کہتے ہیں۔ اس لئے اس سے تمام اشیاء خوردنی مراد ہے۔ (بعض جگہ اس سامگری کا نام بھی جو آخری سنسکار یعنی داہ کرم میں مردے کو جلانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے پرشت آیا ہے) یہ تمام موجودات اس ایشور کے سہارے سے اور نہایت خفیف حصہ میں جیو کے سہارے سے بھی قائم ہے۔ ہر شخص کو دل لگا کر اسی پرمیشور کی اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے۔ اور اس کے سوائے کسی دوسرے کو ہرگز

نہ ماننا چاہئے۔ آرنیہ یعنی جنگلی اور گرامیہ یعنی شہر یا گاؤں میں رہنے والے جانوروں کو بھی اسی ایشور نے بنایا ہے اور اسی ایشور نے ہوا میں چلنے والے پرندوں کو بنایا ہے اور دیگر نہایت چھوٹے جسم والے کیڑوں اور پتنگ وغیرہ کو بھی اسی نے بنایا ہے۔"

منتر 7- اس منتر کا ترجمہ پیدائش وید کے مضمون میں کر دیا گیا ہے (دیکھو صفحہ 6)

منتر 8- "اسی پرمیشور کی قدرت سے گھوڑے پیدا ہوئے (اگرچہ پالتو اور جنگلی جانوروں میں گھوڑے وغیرہ آگئے ہیں۔ مگر عمدہ اوصاف اور اعلیٰ خوبیوں کی وجہ سے ان کو یہاں خصوصیت سے گنایا ہے) اسی پرمیشور نے دورویہ دانت والے جانور یعنی اونٹ۔ گدھے وغیرہ پیدا کئے ہیں اور اسی کی قدرت سے گؤ یعنی گائے یا کرنیں اور حواس پیدا ہوئے ہیں اور اسی نے بھیڑ بکری وغیرہ کو اپنی قدرت سے بنایا ہے۔"

پرمیشور معبود مطلق ہے

منتر 9- "تمام دنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ یعنی معبود کل پرمیشور کو جو قدیم سے دلوں یا انترکش (خلا) میں موجود ہے اور جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہیں' کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے وید سے ہدایت پا کر تمام عالم اور سادھیہ یعنی منتروں کے معنی کو قرار واقعی جاننے والے گیانی رشی اور دیگر انسان پوجتے ہیں۔" (اس سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اول پرمیشور کی ستتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اپاسنا (عبادت) کر کے تمام نیک کام شروع کرنے چاہئیں)

منتر 10- "جس پرش (پرمیشور) کی اوپر تعریف کی گئی ہے اس کی قدرت اور صفات کا کس طرح اندازہ کر سکتے ہیں؟ اس قادر مطلق ایشور کی گوناگوں قدرت کا بیان بیشمار طرح سے کیا گیا ہے۔ کرتے ہیں اور آئندہ کریں گے۔ اس نے مکھ یعنی اعلیٰ و مقدم گنوں والے کون پیدا کئے ہیں؟ اور (بمنزلہ بازو) طاقت و شجاعت وغیرہ صفات والے کون (3) پیدا کئے ہیں؟ اور بیوپار وغیرہ متوسط صفات والے اور اسی طرح مثل (خاک) پا یعنی جہالت وغیرہ نیچ گنوں والے کون پیدا کئے ہیں؟ (اس کا جواب اگلے منتر میں دیا ہے)

تقسیم بنی نوع بلحاظ عادات' صفات اور افعال

منتر 11- "اس پرش نے بمنزلہ مکھ یعنی علم و غیرہ اعلیٰ (4) صفات اور راست گفتاری و سچی رہنمائی (ستیہ اپدیش) وغیرہ نیک کام کرنے والا براہمن پیدا کیا ہے۔ قوت اور شجاعت

وغیرہ صفات سے موصوف (بمنزلہ بازو) راجیہ یعنی کشتری بنایا ہے یعنی ایشور نے اس کو ایسا ہونے کی ہدایت کی ہے۔ کھیتی اور بیوپار وغیرہ متوسط صفات سے موصوف ویش یعنی بنج وغیرہ کرنے والوں کو اس ایشور نے بمنزلہ ران۔ اور بمنزلہ پاؤں یعنی جس طرح پاؤں سب سے نیچا عضو ہے' اسی طرح موٹی عقل والا' خدمت کے کام میں ہوشیار اور دوسروں کے سہارے سے گذر اوقات کرنے والا شوور پیدا کیا ہے اس کے متعلق ورن آشرم کے مضمون میں حوالے درج کئے جائیں گے۔ (**اشٹادھیائی** ادھیائے 3- پاد 4- سوتر 6 کے بموجب تینوں زمانوں سے تعلق رکھنے والی بات کو ماضی قریب' ماضی بعید اور ماضی مطلق تینوں زمانوں (5) میں کہہ سکتے ہیں)

منتر 12- "اس پرش (پرمیشور) کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنے والی سامرتھ (قدرت) سے چاند پیدا ہوا اور چکشو یعنی پرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور شروتر یعنی آکاش صورت قدرت سے آکاش پیدا ہوا اور وایو یعنی ہوا صورت قدرت سے ہوا' پران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوئے اور مکھ یعنی اعلیٰ و پر جلال قدرت سے آگ پیدا ہوئی۔"

منتر 13- "اس ایشور کی نابھی یعنی خلا صورت قدرت سے انترکش (خلا بالائے زمین) پیدا ہوا اور شیرش یعنی سر کی مثال اعلیٰ و پر تجلی قدرت سے سورج وغیرہ روشنی دینے والے اجرام (لوک) ظاہر ہوئے اور زمین کی علت صورت قدرت سے پرمیشور نے زمین کو اور اسی طرح تمام لوکوں (دنیاؤں) کی علت صورت قدرت سے۔ باقی تمام دنیائیں اور ان میں جس قدر ساکن و متحرک کائنات ہے ان سب کو پرمیشور نے پیدا کیا۔"

منتر 14- "دیو یعنی عالموں نے اس پرش (پرمیشور) سے حاصل کئے ہوئے یا اس کے عطا کئے ہوئے علم سے کامل یگیہ یعنی اگنی ہوتر اور اشومیدھ وغیرہ اور شلپ ودیا (علم صنعت اور فن و ہنر) کو ظاہر' جاری یا مشہور کیا ہے اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

(اب اس سامان و لوازمہ کو جس سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ النکار (مرقع) میں بیان کرتے ہیں) یگیہ پرمیشور کی پیدا کی ہوئی کائنات میں بسنت کا موسم گھی کی مثال ہے اور گری بمنزلہ آگ یا ایندھن کے ہے اور سردی پرڈاش یعنی ہون کرنے کی چیزوں کی جگہ ہے۔"

ہر دنیا کے گرد 7 کرے اور کائنات کی 21 اجزاء پر تقسیم

منتر 15- "اس برہمانڈ (عالم) کی سات پردھی (کرے) ہوتے ہیں (جو سب سے بڑا) خط

دائرہ کے گردا گرد گذرتا ہے اس کو پردھی (محیط) کہتے ہیں اس برھما (عالم) میں جس قدر لوک (دنیائیں) ہیں ان کے گرد سات سات کرے ہوئے ہیں۔ پہلا کرہ آب یا سمندر ہے پھر اس کے اوپر ترسرینو سے بھری ہوئی ہوا کا کرہ ہے پھر اس سے اوپر بادلوں کی وایو (ابر) ہے۔ چوتھا کرہ آب باراں کا ہے پانچواں کرہ ایک اور ہوا کا ہے۔ جو اس سے بھی اوپر ہے اور نہایت لطیف ہوا جس کو **دھنجے** کہتے ہیں' اس کا چھٹا کرہ ہے اور سب جگہ محیط سوتر آتما (بجلی) کا ساتواں کرہ ہے اس طرح ہر دنیا کے گرد سات سات پردے ہوتے ہیں۔ (جن کو پردھی کہتے ہیں) اور سامان قدرت میں اس کائنات کا لوازمہ اکیس چیزوں پر منقسم ہے۔

(ا) پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) بدھی (عقل) وغیرہ انتہ کرن اور جیو یہ تین لوازمہ اول میں شامل ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں نہایت لطیف ہیں اور دس اندریاں یعنی کان' جلد' آنکھ' زبان' ناک' قوت' گفتار' پاؤں' ہاتھ' مقعد' آلہ تناسل اور پانچ تن ماترا (عناصر لطیف) یعنی آواز' لمس' شکل (روپ) ذائقہ' اور بو اور پانچ عناصر کثیف (بھوت) یعنی مٹی' پانی' آگ' ہوا اور آکاش۔ یہ سب مل کر اکیس ہوتے ہیں اور ان کو آفرینش عالم کی سمدھا (علت) سمجھنا چاہئے۔ ان اجزاء سے بہت سے تنو (عناصر کثیف) بنتے ہیں جس پرش نے اس تمام کائنات کو بنایا ہے۔ اس پشو یعنی سب کے دیکھنے والے بصیر کل اور معبود مطلق پرماتما کا عالم دھیان باندھتے ہیں یعنی وہ اس ایشور کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا دھیان نہیں کرتے۔"

عبادت سے موکش (نجات) ملتی ہے

منتر 16- "اس یگیہ یعنی پوجنے کے لائق پرمیشور کو عالم بذریعہ یگیہ یعنی ستی' پرارتھنا اور اپاسنا پوجتے رہے ہیں پوجتے ہیں اور آئندہ پوجیں گے۔ یہ دھرم سب سے مقدم ہے۔ یعنی ہر انسان کو اول حمد و مناجات اور عبادت کر کے پھر کوئی کام کرنا چاہئے۔ یعنی اس کے بغیر کوئی کام شروع نہیں کرنا چاہئے۔ بالیقین اس ایشور کی اپاسنا (عبادت) کرنے والے سب دکھوں سے آزاد ہو کر اس پرمیشور کو پاتے اور اس مشہور و معروف موکش (نجات) اور مہما (عظمت و جلال) کو حاصل کرتے ہیں۔ جسے قدیم سادھیہ یعنی (موکش کی) تدبیر کرنے والے یا اس کی تدبیر سے فارغ البال عالموں نے حاصل کیا ہے۔" وہ اس درجہ اعلیٰ یعنی موکش کو حاصل کر کے سکھی رہتے ہیں اور اس سے سو برہما کے برسوں (6) تک ہرگز واپس نہیں آتے۔ بلکہ اس عرصہ تک برابر اسی پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس بارہ میں نرکت کے

مصنف یاسک آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ "اگنی جیو یا انتہ کرن سے اس اگنی یعنی پرمیشور کا دھیان کرتے ہیں۔"

پشو اگنی کو کہتے ہیں اس کو عالم حاصل کرتے ہیں۔ اور عالم آگ کے ذریعہ سے دنیا کو فائدہ پہنچانے والی اگنی ہوتر سے لے کر اشو میدھ تک تمام یگیہ کرتے ہیں زمانہ قدیم کے سادھیہ یعنی موکش کی تدبیر کرنے والوں نے اسی کے ذریعہ سے اعلیٰ درجہ کی راحت یعنی موکش کو حاصل کیا ہے۔

اسی بات کو مدنظر رکھ کر نرکت کے مصنف لکھتے ہیں کہ "یہ دیوستھان دیوتا ہیں۔ دیوستھان اسے کہتے ہیں جس کا جائے قیام منور بالذات پرمیشور ہو۔ جہاں سورج، پران (انفاس) وگیان (علم و معرفت) اور کرنیں قائم ہوتی ہیں۔ وہیں دیوگن یعنی دیوتاؤں کا مجمع ہوتا ہے۔" (نرکت ادھیائے 12- کھنڈ 41)

عناصر کی پیدائش

منتر 17- "اس پرش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کے لئے پانی سے (7) رس کو لے کر مٹی بنایا۔ اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت (8) سے پیدا کیا۔ یہ تمام قدرت اور صنعت اسی کی ہے۔ اس لئے اس کا نام وشوکرما (صانع کل) ہے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام کائنات پرمیشور کی قدرت یعنی حالت علت میں موجود تھی۔ اس وقت یہ تمام کائنات حالت علت میں ہونے کی وجہ سے اس قسم کی نہیں تھی۔ (جیسی کہ اب ہے) یہ تمام کائنات اس توشٹا یعنی صانع کل کی قدرت کاملہ کا صرف جزوی ظہور ہے اسی کی قدرت سے یہ کائنات عالم محسوس میں آئی اور موجودات فانی اور انسان بھی صورت پذیر ہوئے وید کے الہام (آگیاپن) کے وقت پرماتما نے وید کے ذریعہ سے اپنے تمام احکام کو ظاہر کیا تاکہ انسان کو دھرم کی نیت سے کئے ہوئے کاموں کے ثمرہ میں عالموں کا جسم مل کر حواس و جسم کا حسب دلخواہ سکھ اور نشکلم (بیغرض) کاموں سے اعلیٰ معرفت (وگیان) اور موکش (نجات) حاصل ہو۔"

ایشور کا جاننا ہی اعلیٰ گیان ہے

منتر 18- (اس منتر میں انسان کی زبان سے یہ کہلایا جاتا ہے کہ کس چیز کو جان کر انسان

گیانی (عارف) ہو سکتا ہے)۔ "میں (انسان) مذکورہ بالا صفات سے موصوف بزرگ و عظیم منور بالذات علیم مطلق جہالت کے پردے اور نادانی کے داغ سے پاک اور مبرا پرمیشور کو جان کر ہی گیانی (عارف) ہو سکتا ہوں۔ اس کو نہ جان کر کوئی بھی گیانی نہیں ہو سکتا۔ انسان اس پرش (پرماتما) ہی کو جان کر موت کے پنجہ سے نکل موکش کے سکھ کو پا سکتا ہے اس کے خلاف نہیں۔ لفظ ہی کے کہنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کی اپاسنا (عبادت) ہرگز نہیں کرنی چاہئے" چنانچہ یہ بات منتر کے اگلے الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے "دنیوی سکھ یا مقصد اعلیٰ کے حاصل کرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے " یعنی اس کی اپاسنا کرنا ہی سکھ کا راستہ ہے۔ اس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کو ایشور سمجھنے یا اس کی اپاسنا کرنے سے انسان کو بالیقین دکھ ہوتا ہے اس لئے یہ سدھانت (اصول) ٹھیرتا ہے کہ "سب کو اس ایشور ہی کی اپاسنا کرنی چاہئے۔"

منتر 19- "وہ پرجاپتی سب مخلوقات کا مالک جیوؤں اور اس کے علاوہ جڑ (غیرذی روح) کائنات کے اندر موجود سب کا منتظم۔ غیر مولود اور حاضر و ناظر ہے اسی کی قدرت (سامرتھ) سے یہ تمام گوناگوں کائنات پیدا و ظاہر ہوتی ہے دھیانی یعنی اہل تصور ہمیشہ اسی پربرھم کو حاصل کرنے کی فکر و تلاش کرتے ہیں اور اس کے لئے دھرم کی پابندی اور ویدوں کے علم و معرفت کو حاصل کرتے ہیں۔ بالیقین یہ تمام کائنات اسی پرمیشور میں قائم ہے اور عقلمند اور گیانی لوگ موکش کے سکھ کو حاصل کر کے اسی پرمیشور میں قرار پاتے ہیں۔"

منتر 20- "جو محیط کل پرمیشور عالموں کے انتہ کرن (باطن) میں جلوہ گر ہے۔ جس کو دیگر معمولی انسان نہیں جانتے۔ جو عالموں کا پروہت یعنی ان کو موکش کے اندر کامل سکھ میں قائم کرتا ہے۔ جو قدیم ہونے کی وجہ سے عالموں سے پیشتر موجود ظاہر اور مشہور و معروف تھا۔ اس محب کل برھم کو نمسکار ہو اور جو عالموں سے اس برہم کا اپدیش (علم) حاصل کر کے براہم کا درجہ پاتا ہے یعنی جس پر ایشور ایسا مہربان ہوتا ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے اس براہم یعنی برہم کی سیوا (خدمت یا عبادت) کرنے والے کو بھی نمسکار ہو۔"

منتر 21- "جو دیو (عالم) برہم (پرمیشور) کے مرغوب کل الہای علم کو جو اس برہم سے ظاہر اور جاری ہوا ہے اور نیز اس کے حاصل کرنے کے ذریعہ طریق کو دوسروں کے روبرو بیان و ظاہر کرتا ہے اور بطریق بالا اس برہم کو جانتا ہے۔ دیو یعنی اندریاں (حواس) اس برہم

کو جاننے والے براہمن کے قابو میں آ جاتی ہیں۔ دوسرے کو یہ بات نصیب نہیں ہوتی۔"

مرقع عالم

منتر 22- "اے پرمیشورا! شری (یعنی شان و شوکت) اور لکشمی (یعنی وصف و کمال با دولت و حشمت) دو پیاری بیویوں کی مثال تیری خدمت گذار ہیں۔ دن اور رات تیرے دو پہلو ہیں۔ وقت یا زمانہ کی گردش پیدا کرنے والے سورج اور چاند تیری بغلوں یا آنکھوں کی بجائے ہیں۔ ستارے جو علت اولیٰ کے جزو یا تیری قدرت کے مظہر ہیں۔ بمنزلہ تیرے روئے روشن کے ہیں اشون یعنی زمین اور آکاش تیرے دہن کشادہ کی مثال ہیں۔ اے وراٹ (محیط کل ایشور) اپنی نظر عنایت سے مجھ خواستگار موکش (نجات) کی خواہش کو پورا کر اور مجھے تمام لوک (سکھ) یا تمام عالم کی حکومت عطا کر اور تمام شان و شوکت جملہ اوصاف و کمالات اور کل نیک اعمال مجھ میں قائم کر۔ اے بھگوان! اے محیط کل و قادر مطلق پرمیشورا! مجھے تمام نیک اوصاف حاصل ہوں۔ اور میرے کل عیب اور بد خیالات دور ہوں۔ میں جلد مخزن اوصاف حمیدہ و مجمع کمالات پسندیدہ ہو جاؤں۔"

اس منتر کے متعلق چند حوالے نیچے درج کئے جاتے ہیں :-

1- "شری پشو (جانوروں) کو کہتے ہیں۔" (شت پتھ براہمن کانڈ 1- ادھیائے 8)

2- "شری۔ سوم (چاند) کا نام ہے۔" (ایضاً" کانڈ 4- ادھیائے 1)

3- "شری۔ سلطنت یا بار سلطنت کو کہتے ہیں۔" (ایضاً" کانڈ 13- ادھیائے 1)

4- "لکشمی لابھ (نفع یا فائدہ) لکش (صفت یا کمال) پسین (بولنا) لانچھن (مشہور یا ممتاز ہونا) لشتی (خواہش کرنا) لجتی (برے یا معیوب کام سے نفرت یا شرم کرنا) سے نکلا ہے۔" (نرکت ادھیائے 4- کھنڈ 10)

اس منتر میں لفظ شری اور لکشمی کے مذکورہ بالا معنی سمجھنے چاہئیں۔

پرمیشور سب کا خالق ہے

"پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) وغیرہ اعلیٰ و لطیف کائنات اور گھاس، مٹی، چھوٹے کیڑے مکوڑے وغیرہ ادنیٰ مخلوقات نیز انسان کے جسم سے لے کر آکاش تک متوسط درجہ کی کائنات یہ تینوں قسم کی دنیا پرجاپتی (پرمیشور) نے اپنی قدرت یعنی علت سے پیدا کی ہے اس تین قسم کی کائنات کا صانع اور مستظہر کل پرجاپتی اس کائنات کے اندر سمایا ہوا ہے نہ کہ

یہ سہ گانہ کائنات اس پرمیشور کے اندر۔ یہ تینوں قسم کی کائنات اس کے مقابلہ میں جو اس کے اندر سمایا ہوا ہے کیا حقیقت رکھتی ہے یعنی یہ کائنات پرمیشور کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔" (اتھروید کانڈ 10- انوواک 4 منتر 8)

"دیو یعنی عالم یا سورج وغیرہ کرے اور پتر یعنی گیانی (عارف) اور منش یعنی صاحب عقل و دانش انسان' گندھرو یعنی علم موسیقی کے عالم (یا سورج وغیرہ) اور اپسرائیں' ان کی عورتیں (یا بخارات آب) اور نیز کل مخلوقات از جنس انسان وغیرہ اس سب سے بالا و برتر پرمیشور کی قدرت سے پیدا ہوئے ہیں۔ نیز کل ویو (عالم یا سورج چاند زمین وغیرہ کرے جو آکاش کے اندر موجود ہیں) سب اسی سے پیدا ہوئے ہیں۔" (اتھرووید- کانڈ 11- پرپاٹھک 24- انوواک 4- منتر 27)

الغرض اس مضمون کے بہت سے منتر ویدوں میں پائے جاتے ہیں۔

باب: 9

زمین وغیرہ کی گردش کا بیان

اب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ آیا زمین وغیرہ کرے گردش کرتے ہیں یا نہیں؟ ویدوں کے بموجب زمین وغیرہ تمام سیارے گردش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے نیچے درج کئے جاتے ہیں:۔

"یہ کرہ زمین اور سورج و چاند وغیرہ دیگر کرے انترکش (خلا) کے اندر حرکت یا گردش کرتے ہیں۔ سمندر کا پانی زمین کا مخرج بمنزلہ مادر زمین ہے۔ کیونکہ زمین سمندر سے اڑے ہوئے بخارات کے بادلوں سے اس طرح ڈھکی رہتی ہے' جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے۔ سورج زمین کا محافظ یا بمنزلہ باپ ہے۔ کیونکہ زمین اس کے گرد بچے کی طرح گھومتی ہے اسی طرح سورج کا محافظ یا باپ ہوا اور آکاش اس کی ماں ہے اور چاند کا باپ آگ اور پانی ہے۔" (یجر وید۔ ادھیائے 9۔ منتر 6)

اس منتر میں زمین وغیرہ تمام کروں کا گروش کرنا بتایا گیا ہے۔ اس منتر کے ترجمہ کے متعلق مندرجہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

نگھنٹو۔ مصنفہ یاسک منی میں لفظ گنو' گما' جما وغیرہ اکیس لفظوں کے ساتھ زمین کا مترادف آیا ہے اور سوہ' پرشنی اور ناک وغیرہ چھ الفاظ انترکش کے مترادف آئے ہیں۔

"گئو زمین کا نام ہے جو (مرکز سے) دور دور پھرتی ہے یا جس میں جاندار چلتے پھرتے ہیں۔ اس کو گئو (زمین) کہتے ہیں۔" (نرکت ادھیائے 2۔ کھنڈ 5)

"گو سورج کو کہتے ہیں۔ جو پھراتا ہے یا چیزوں کے رس کو کھینچ کر خلا میں لیجاتا ہے یاجس سے زمین دور دور پھرتی ہے۔ یا جس میں روشنی یا کرنیں موجود ہیں اس کو گئو (سورج) کہتے ہیں۔ (نرکت 2۔ 14)

"سورج کی کرنوں اور چاند کو ویدوں میں گندھرد اور گئو بھی کہتے ہیں۔" (نرکت

ادھیائے 2- کھنڈ 9)

"سوہ سورج کو کہتے ہیں۔" (نرکت ادھیائے 2- کھنڈ 14)

جو حرکت کرتی ہے۔ یا ہر وقت گردش کرتی ہے اسے گو (زمین) کہتے ہیں اور تیتریہ اپنشد میں لکھا ہے کہ "زمین پانی سے پیدا ہوئی۔" اس لئے جو شئے جس سے پیدا ہوتی ہے وہ (استعارتاً) اس شے کی ماں باپ کی جگہ ہوتی ہے۔"

لفظ سوہ کے معنی سورج ہیں اور چونکہ (منتر میں) اس کے ساتھ باپ بطور صفت آیا ہے۔ اس لئے سورج زمین کے باپ کی جگہ ہے۔ زمین سورج سے (باہر کے رخ زور کرتی ہوئی) پرے پرے جاتی ہے۔ اور اسی طرح تمام کرے اپنے اپنے مدار (گلشا) کے اندر گردش کرتے ہوئے ایشور کی قدرت اور ہوا کی قوت سے قائم ہیں۔

زمین سورج کے گرد پھرتی ہے

"مذکورہ بالا زمین اپنے مدار کے اندر گردش کرتی ہے اور سورج کے چاروں طرف ایشور کے مقرر کئے ہوئے خط پر پھرتی ہے زمین جو بمنزلہ گاؤ دوش ہے۔ قسم قسم کے پھلوں اور رسوں سے جانداروں کی پرورش کرتی ہے اور ایسی پابندی کے ساتھ گردش کرتی ہے کہ کبھی اپنی حد سے باہر نہیں جاتی۔ وہ دریا دل' فیاض اور نیک کردار عالموں کے لئے سامان بہم مہیا کرتی ہے اور ہر قسم کے آرام کو بہم پہنچاتی ہے اور بلاشبہ تمام جانداروں کی حیات کا باعث ہے۔" (رگ وید- **اشٹک** 8- ادھیائے 2- ورگ 10- منتر 1)

چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے

"سوم یعنی **چاند** جو پرورش کرنے والا (پتری) اور مشہور عام ہے۔ زمین کے گرد گھومتا ہے۔ وہ سورج اور زمین کے درمیان گردش کرتا ہے۔ اسی طرح سورج اور زمین بھی (اپنے اپنے محوروں پر) گردش کرتے ہیں۔" (رگ وید- **اشٹک** 6- ادھیائے 4- ورگ 13- منتر 3)

اس منتر کے باقی حصہ (1) کا ترجمہ تفسیر میں کیا جاویگا۔

پس **ثابت** ہوا کہ ہر ایک کرہ اپنے اپنے مدار کے اندر گردش کرتا ہے۔

باب: 10

کشش مابین اجسام اور ایشور کی قوت جاذبہ کا بیان

تمام کروں کی کشش سورج کے ساتھ ہے اور سورج وغیرہ کرے ایشور کی قوت جاذبہ سے قائم ہیں۔

"جب اندر یعنی ایشور یا ہوا یا سورج کی قوت جاذبہ' روشنی' کشش قوت و طاقت یا کرنیں نمودار و ظاہر یا پرزور و تیز ہوتی ہیں۔ تب ان کی قوت جاذبہ کی کشش سے تمام کرے یا دنیائیں اپنے اپنے مقام اور نظام پر قائم رہتے ہیں (رگوید- **اشٹک** 6- ادھیائے 1- ورگ 6- منتر 3)

اسی وجہ سے تمام کرے اپنے اپنے مدار سے باہر نہیں نکل سکتے۔

"اے اندر (پرمیشور)! یہ تیری مارتی یعنی فانی مخلوقات اور تمام کائنات تیری قوت جاذبہ کے سہارے سے قائم ہے۔ تیرے نظام قدرت اور قوت جاذبہ سے تمام کائنات ٹھہری ہوئی ہے اور تمام کرے اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہوئے حد سے باہر نہیں نکل سکے۔" (رگ وید- **اشٹک** 6- ادھیائے 1- ورگ 6- منتر 4)

اگلے منتر میں بھی قوت جاذبہ کا بیان ہے۔

"اے پرمیشور! تو نے ہی اس سورج کو بنایا ہے اور اپنے جلال غیر متناہی قوت اور حکمت سے سورج وغیرہ کروں کو قائم کر رکھا ہے تمام کائنات اور سورج وغیرہ کرے تیری قوت جاذبہ سے قائم ہیں۔" (رگ وید- **اشٹک** 6- ادھیائے 1- ورگ 6- منتر 5)

یعنی جس طرح سورج کی کشش سے زمین وغیرہ سیارے قائم ہیں۔ اسی طرح پرمیشور کی قوت جاذبہ سے سورج وغیرہ تمام کرے نظام قدرت میں قائم ہیں۔

پرمیشور ہی سورج وغیرہ کروں اور تمام دنیاؤں کو اپنی قوت جاذبہ اور جلال سے قائم رکھتا ہے (چنانچہ کہا ہے) کہ "اے پرمیشور! تیری قدرت سے ویشوانر یعنی مذکورہ بالا سورج وغیرہ کرے اور روشنی یعنی زمین (وغیرہ غیر روشن) اور روشن (اجرام) قائم ہیں۔ تو ان تمام دنیاؤں کو محبت و پیار سے قائم رکھتا ہے۔ یہ عجیب و غریب سوتا یعنی سورج اپنی روشنی سے اندھیرے کو دور کرتا ہے اور اپنی کشش کی قوت سے زمین (وغیرہ غیر روشن) اور روشن (اجرام) کو قائم رکھتا ہے اور اس کے ذریعہ سے قسم قسم کے کام چلتے ہیں۔ جس طرح جلد میں بال لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورج کے ساتھ قانون کشش کے ذریعہ سے تمام کرے لگے ہوئے ہیں۔" (رگ وید۔ **اشٹک** 4- ادھیائے 5- ورگ 10- منتر 3)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام دنیاؤں کو سورج وغیرہ کرے قائم رکھتے ہیں اور سورج وغیرہ کو ایشور قائم رکھتا ہے۔ "سوتا یعنی پرمیشور یا کرہ آفتاب کی کشش یا قوت جاذبہ سے تمام کرے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ قوت جاذبہ پرنور و جلال (جیوتی سے) ہے۔ تمام کاروبار چلانے والے اور آرام و راحت عطا کرنے والے علم و جلال سے یا عالم فانی اور امرت یعنی سچی معرفت یا کرنیں اپنے مقام پر قائم اور موجود ہیں (ایشوریا) سورج اور زمین وغیرہ فانی دنیاؤں کو امرت یعنی (موکش یا) نباتات و بارش وغیرہ دیتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے تمام چیزیں نظر آتی ہیں (اس منتر میں الفاظ "دیو بھرکت بھی" (بوجہ قطعہ بند ہونے کے) پچھلے منتر سے لئے جائیں گے۔ سورج دن رات یعنی ہر لمحہ تمام کروں کو (اپنی طرف) کھینچے رہتا ہے۔" (یجروید۔ ادھیائے 33- منتر 43)

ہر کرے میں اپنی ذاتی قوت کشش بھی ہے اور بالیقین پرمیشور میں غیر متناہی قوت جاذبہ ہے اس منتر میں جو لفظ رج آیا ہے اس سے لوک یا کرے مراد ہیں چنانچہ نرکت کے مصنف یاسک آچاریہ فرماتے ہیں کہ:-

"لوکوں یا کروں کو رج کہتے ہیں۔" (نرکت ادھیائے 4- کھنڈ 19)

اور لفظ رتھ سے خوشی یا راحت عطا کرنے والا علم و معرفت یا جلال مراد ہے چنانچہ نرکت میں لکھا ہے کہ:-

"رتھ نتی بمعنی چلنا یا ستھرتی یعنی ٹھہرنا سے نکلتا ہے۔ جس میں رمن یعنی آنند یا خوشی کے ساتھ رہیں۔ اسے رتھ کہتے ہیں وغیرہ۔" (نرکت ادھیائے 9- کھنڈ 11)

"وشوانر سورج کا نام ہے۔" (نرکت ادھیائے 12- کھنڈ 21)

الغرض ویدوں میں سب وجودوں کو قائم رکھنے والی قوت کشش یا قوت جاذبہ کو بیان کرنے والے بہت سے منتر ہیں۔"

باب: 11

روشن و غیر روشن کروں کا بیان

اب اس بارہ میں غور کیا جاتا ہے کہ چاند وغیرہ سیارے سورج سے روشنی پاتے ہیں۔

"یہ زمین ستیہ یعنی مطلق، غیر فانی، برہم یا ہوا اور سورج سے آکاش کے اندر ادھریا معلق قائم ہے اور سورج روشنی کا چشمہ ہے۔ رت یعنی وقت یا سورج یا ہوا سے آدیتہ (بارہ مہینے یا کرنیں یا (۱) ترسریو) قائم ہیں اور سوم یعنی چاند پرنور سورج سے روشنی اقتباس کرتا ہے۔" (اتھرو کانڈ 14- انوواک 1- منتر 1)

اس سے ظاہر ہوا کہ چاند وغیرہ کرے بذات خود روشن نہیں ہیں۔ بلکہ وہ سب سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں۔

"سورج کی کرنیں چاند پر پڑتی ہیں اور پھر اس سے زمین پر آکر قوت افزائی کرتی ہیں (کیونکہ پرورش بالیدگی یا قوت افزائی ان کی تاثیروں میں داخل ہے جب زمین سورج کی روشنی کو ڈھک لیتی ہے تو جس قدر حصہ میں اس کا اثر پہنچتا ہے اس قدر حصہ میں زیادہ سردی ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں سورج کی کرنیں نہیں پڑتیں اور کرنوں کے نہ پڑنے سے گرمی بھی نہیں رہتی۔ اس لئے وہ (چاند کی ٹھنڈی کرنیں) قوت پیدا کرنے والی اور روح افزا ہوتی ہیں) چاند کی روشنی سے سوم وغیرہ پودے' (اوشدھی) بڑھتے ہیں اور ان سے روئے زمین کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ چاند **نکشتروں** (ستاروں) کے مقابلہ میں (زمین) سے بہت قریب ہے۔" (اتھرووید کانڈ 14- انوواک 1- منتر 2)

سوال۔ (1) اس برہمانڈ یعنی کائنات میں اکیلا کون چلتا ہے؟ یعنی اپنی ذاتی روشنی سے کون روشن ہے؟

(2) کون بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے؟

(3) برف یا سردی کی دوا کیا ہے؟

(4) بیج بونے کے لئے سب سے بڑا کھیت کون سا ہے؟ (یجروید۔ ادھیائے 23- منتر 9)
اس منتر میں یہ چار سوال ہیں اور اگلے منتر میں ان سب کا ترتیب وار جواب دیا گیا ہے۔

جواب۔ (1) اس دنیا میں سورج اکیلا چلتا ہے یعنی بذات خود روشن ہے۔ اور باقی سب کروں کو روشن کرتا ہے۔

(2) اسی کی روشنی سے چاند بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی چاند میں اپنی ذاتی روشنی بالکل نہیں ہے۔

(3) برف یا سردی کی دوا آگ ہے۔

(4) بیج وغیرہ بونے کا مقام یعنی سب سے بڑا کھیت زمین ہے۔ (یجروید۔ ادھیائے 23- منتر 10)

"ویدوں میں اس مضمون کو بیان کرنے والے اس قسم کے اور بہت سے منتر ہیں۔"

باب: 12

علم ریاضی کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں ایشور نے انگ گنت (علم حساب) بیج گنت (علم جبر و مقابلہ) اور ریکھا گنت (علم مساحت) کو ظاہر کیا ہے۔

علم حساب

"واحد چیز کو ایک کے عدد سے ظاہر کرتے ہیں۔ ایک میں ایک جمع کریں۔ تو دو ہو جاتے ہیں اور ایک میں دو جوڑیں تو تین۔ دو اور دو چار۔ تین اور تین چھ۔ علیٰ ہذاالقیاس۔" (1) (یجر وید۔ ادھیائے 18۔ منتر 24 و 25)

اس طرح متواتر جمع کرنے سے مختلف شکلیں پیدا ہو کر علم حساب بن جاتا ہے۔ اس منتر میں کئی بار (2) "چہ" بمعنی "اور" آنے سے یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ علم ریاضی کئی قسم کا ہوتا ہے۔ چونکہ علم ریاضی کا پورا پورا بیان وید کے انگ یعنی جیوتش شاستر میں مذکور ہے۔ اس لئے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں صرف یہ جاننا چاہئے کہ جیوتش شاستر میں جس قدر علم ریاضی کا بیان پایا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد وید کے ہچوں بالا منتروں پر ہے۔ مقدار معلوم میں اعداد سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نامعلوم مقداروں کے دریافت کرنے میں بیج گنت یعنی جبر و مقابلہ کام آتا ہے بیج گنت کا اشارہ بھی وید کے منتروں میں پایا جاتا ہے مثلاً ا۔ ک اس قسم کی علامتوں سے منتروں میں بیج گنت پائی جاتی ہے بقول آنکہ ایک پینتھ دو کاج۔ سوروں (3) یعنی اعراب کے نشانات لگانے سے بیج گنت بھی مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح علم ریاضی کا تیسرا حصہ علم مساحت ہے جس کا بیان اگلے منتر میں پایا جاتا ہے۔

علم مساحت

"ویدی (ہون کنڈ) جو مثلث مربع۔ مدور یا بہ شکل باز یا شکرہ بنائی جاتی ہے اس کی

شکلوں سے علم مساحت کی تعلیم مقصود ہے۔ زمین کے چاروں طرف جو موہوم خط بیچوں بیچ کھینچا جاتا ہے اس کو پردھی (محیط) کہتے ہیں اور ئیکہ جس کو علم مساحت میں مدھیہ ویاس یا مدھیہ ریکھا یعنی قطر کہتے ہیں وہ اس کرہ زمین یا کل کائنات کی ناف ہے۔ چاند بھی کرہ ہے اور اس میں بھی محیط وغیرہ ہیں بارش کرنے والے سورج اور پرزور حرارت اور ہوا کے بھی کرے ہیں طاقت بخشنے والی نباتات ان کی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور ہر جگہ پائی جاتی ہے برہم یعنی پرمیشور محیط کی طرح سب کو گھیرے ہوئے اور سب کے اندر اور باہر موجود ہے۔ " (یجروید۔ ادھیائے 23- منتر 62)

سوال۔ علم حقیقی کا عالم اور اس علم کا جامع عقل کل کون ہے؟ سب چیزوں کا اندازہ یا پیائش کرنے والا کون ہے؟ اور اس تمام کائنات کا مسبب کون ہے؟ اس دنیا میں گھی کی طرح سب چیزوں کی جان کیا ہے؟ سب دکھوں کو دور کرنے والا اور آنند یا راحت عطا کرنے والا اور سب کا لب لباب کیا ہے؟ اس تمام کائنات کا پردھی (محیط) کون ہے؟ (دائرہ یا کسی کرہ کے چاروں طرف جو سب سے بڑا خط (موہوم) کھینچا جاوے اس کو پردھی (محیط) کہتے ہیں) آزاد و خودمختار شئے کیا ہے؟ قابل مدح و تعریف کون ہے؟

(یہ سوال ہیں جن کا جواب (اسی منتر میں) آگے دیا جاتا ہے)

جواب۔ جس دیو یعنی پرمیشور کو تمام عالم اچھی طرح پوجتے رہے ہیں۔ اب پوجتے ہیں اور آئندہ پوجیں گے۔ وہی تمام اشیاء کے علم حقیقی سے ماہر ہے وہی سب کا اندازہ و مساحت کرنے والا ہے۔

الغرض سب سوالوں کا یہی جواب سمجھنا چاہئے۔ (رگ وید۔ **اشٹک** 8- ادھیائے 7- ورگ 18- منتر 3)

اس منتر میں بھی لفظ پردھی (محیط) سے علم مساحت کی تعلیم مفہوم ہوتی ہے یہ علم جیوتش شاستر میں تفصیل کے ساتھ درج ہے اور ویدوں میں اس علم کو بیان کرنے والے بہت سے منتر پائے جاتے ہیں۔

باب: 13

ایشور کی ستتی، (1) پرارتھنا، یاچنا، سمرپن اور اپاسنا ودیا کا بیان

ستتی (حمد و ثنا) کا مضمون کسی قدر "ماضی، حال، مستقبل، تینوں زمانے" وغیرہ الفاظ سے شروع ہونے والے منتروں میں آ چکا ہے اور کچھ آگے بیان کیا جائے گا۔ اب پرارتھنا کے مضمون پر لکھتے ہیں:

ایشور کی ستتی و پرارتھنا

مندرجہ ذیل منتروں میں ایشور کی ستتی اور پرارتھنا کا مضمون ہے۔

"اے پرمیشور! تو علیم کل وغیرہ صفات سے موصوف منور و پرجلال ہے مجھے بھی تیج یعنی علم و معرفت اور جاہ و جلال عطا کر۔ اے پرمیشور! تو غیر متناہی قوت والا ہے۔ اپنی عبادت سے مجھے بھی جسم اور دماغ کی قوت، دلیری، چستی اور ہمت و استقلال عطا کر۔ اے صاحب قدرت! تیری طاقت بے پایاں ہے۔ مجھے بھی اپنی نظر عنایت سے اعلیٰ درجہ کی طاقت دے۔ اے پرمیشور! تو راست مطلق اور علیم کل صاحب قدرت ہے۔ اس لئے مجھے بھی سچائی، علم اور صولت عطا کر۔ اے پرمیشور! تو منیو یعنی بدوں پر غصہ کرنے والا ہے۔ اس لئے مجھے بھی اپنی سچائی کے بل پر بدوں کے ساتھ سختی کرنے یا ان کو سزا دینے کی عادت دے۔ اے حلیم مطلق ایشور! تو سب کی سہنے والا ہے۔ مجھے بھی سکھ۔ دکھ کی برداشت اور میدان جنگ میں ثابت قدمی اور استقلال عطا کر۔ الغرض اپنے فضل و کرم سے اسی قسم کے اچھے اچھے اوصاف مجھے عطا کر!" (یجروید۔ ادھیائے 19۔ منتر 9)

"اے اندر (قادر مطلق پرمیشور) میری آتما میں نیک راستے پر چلنے والے اور اعلیٰ

وصف و کمال سے بہرہ مند کان وغیرہ پانچواں حواس اور من (دل) قائم کر تو ہماری پرورش کر اور ہمیشہ اپنی رحمت سے ہمیں اچھی اچھی نعمتیں عطا کر۔ اے پرمیشور! ہمیں اعلیٰ و افضل حکومت یا حشمت عطا کر۔ تاکہ ہم اعلیٰ دولت یعنی علم و معرفت کو حاصل کر سکیں۔ ہمارے اندر مذکورہ بالا خوبیاں پیدا ہوں (یا یہ الفاظ دیگر ایشور حکم دیتا ہے کہ (اے انسانو!) تم عمدہ اور نیک صفات حاصل کرو) اے، بھگوان! (2) آپ کی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں ہمیشہ سچی یا پوری ہوں۔ یعنی ہماری تسخیر عالم اور اقبال و حشمت حاصل ہونے کی خواہش یا مراد بے اثر نہ ہو۔" (یجروید ادھیائے 2- منتر 10)

"اے اگنی (پرمیشور)! مجھے وہ بلند و اعلیٰ عقل و ذہانت عطا کر جس سے دیو (عالم) اور پتر (عارف) بہرہ مند ہیں۔ اے پرمیشور! مجھے جلد ویسی ہی عقل و ذہانت عطا کر' سواہا۔" (یجر وید۔ ادھیائے 32- منتر 14)

لفظ سواہا کی تشریح

لفظ "سواہا" کی بابت نرک کے مصنف یاسک آچاریہ جی لکھتے ہیں کہ لفظ "سواہا" کے معنی یہ ہیں کہ

(1) سب کو ہمیشہ سو (اچھی، ملائم' شیریں اور بہتری یا بہبودی کرنے والی بات) آہہ (کہنی چاہئے)

(2) جو بات سو (اپنے علم میں) ہے اسی کو زبان سے آہہ (بولے)

(3) سو یعنی اپنی ہی چیز یا حق کو اپنا آہہ (سمجھنا چاہئے) دوسرے کی چیز پر ناجائز قبضہ نہیں کرنا چاہئے۔

(4) ہمیشہ سو یعنی اچھی طرح سے ہون کی چیزوں کو صاف کر کے آہہ (ہوم کرنا چاہئے) (نرکت ادھیائے 8' کھنڈ 20) یہ سب معنی لفظ "سواہا" سے نکلتے ہیں۔

ایشور نیکوں کا معاون ہے

ایشور جیووں کے لئے آشیرباد (دعائے خیر) دیتا ہے کہ

"اے انسانو! تمہارے آیدھ یعنی توپ اور بندوق وغیرہ آتش گیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط و فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط' طاقتور اور کار نمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو

ہزیمت دے کر انہیں روگرداں و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار' نہایت کار گذار اور مشہور و نامور ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشیر باد انہیں لوگوں کے لئے ہے۔ جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ ان کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں۔ میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشیر باد نہیں دیتا۔" (رگ وید۔ **اشٹک** 1- ادھیائے 3- ورگ 18- منتر 2)

"اے بھگون! ہمیں نیک خواہشوں یا ارادوں میں کامیاب اور نہایت عمدہ اجناس اور آزادی وغیرہ سے خوشحال اور بہرہ ور کر۔ اے پرمیشور! ہم وید کے علم اور معرفت حاصل کرنے میں تدبیر و محنت کریں۔ آپ ہمیں براہمن ورن کی لیاقت عطا کر کے ہمیشہ ہماری ہمت و حوصلہ کو بڑھایئے۔ ہمیں پرزور و شجاع کیجئے تاکہ ہم کشتری کے وصف و کمال اور خصلت کو حاصل کر کے عالمگیر حکومت پائیں۔ اے پرمیشور! ایسی عنایت کیجئے کہ شعاع' مٹی' سورج' آگ اور زمین وغیرہ چیزیں تمام دنیا کو اپنی روشنی وغیرہ نیک تاثیروں سے فائدہ پہنچائیں۔ اور ہمیں ایسی طاقت اور ہمت عطا کیجئے۔ کہ ہم کلیں اوزار اور پرصنعت و خود رفتار گاڑیاں بنانے کا علم حاصل کر کے کل نوع انسان کو فائدہ اور فیض پہنچائیں۔ اے سچے دھرم کی ہدایت کرنے والے پرمیشور! تو عین دھرم یعنی منصف اور نیک ہے۔ اس لئے ہمیں بھی عدل' انصاف اور دھرم سے بہرہ ور کر۔ اے سب کی بہتری اور بہبودی کرنے والے ایشور! تو کسی سے دشمنی نہیں رکھتا۔ اس لئے ہمیں بھی سب کا دوست بنا اور ہمیں اپنی عنایت سے اعلیٰ اقتدار نیک اصول اور جواہرات وغیرہ عمدہ چیزیں عطا کر۔ ہمارے درمیان وید کا علم یا براہمن ورن اور راج یا کشتری ورن اور رعیت یا ویش ورن قائم کر۔ ہمارے اندر تمام نیک اوصاف اور اعلیٰ خوبیاں قائم رہیں۔ ہم آپ سے یہی پرارتھنا (استدعا) کرتے اور یہی مانگتے ہیں آپ ہماری ان تمام خواہشوں کو پورا کیجئے۔" (یجر وید 38- 14)

"اے ایشور! میرا من (دل) جو حالت بیداری میں دور دور جاتا ہے۔ اور تمام اندریوں (حواس) پر غالب اور عادی ہو کر ان پر حکومت کرتا ہے۔ جو علم و معرفت وغیرہ اوصاف کا مرکز ہے۔ جو عالم خواب میں بھی مثل بیداری لطیف اشیاء کو دیکھتا اور اسی حالت لطیف میں راحت باطنی کا حظ اٹھاتا ہے۔ جو بلند پرواز سریع السیر اور اندریوں (حواس) اور سورج